لاہور

ہفت روزہ

ندائے خلافت

13

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

15 تا 21 رمضان المبارک 1445ھ / 26 مارچ تا یکم اپریل 2024ء

اے اللہ! امت مسلمہ کو حقیقی مسلمان بنادے۔ آمین!

اگر کوئی انسان کسی حادثہ کا شکار ہو جائے، اُس کے جسم سے خون بہہ رہا ہو اور وہ لب سڑک تڑپ رہا ہو یا کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو لیکن وسائل کی کمی یا میڈیکل ایڈ تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے بستر مرگ پر تڑپ رہا ہو۔ ایسی صورت میں انسانیت کا تقاضا ہے کہ جس کسی کے کان تک یہ چیخ و پکار پہنچے وہ مضروب یا مریض کی ہر قسم کی فوری امداد کو پہنچے۔ لیکن اگر یہ چیخ و پکار متاثرہ شخص کے صلبی یا معنوی بھائی تک پہنچے اور وہ خود تڑپ کر اپنے بھائی تک نہ پہنچے یہ کیسے ممکن ہے، یقیناً ہرگز ممکن نہیں۔ اس پس منظر میں غزہ پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دم توڑتی انسانیت میں کہیں نہ کہیں معمولی سطح پر جان کی رمق باقی ہے کہ مغرب میں سڑکوں پر لاکھوں انسان اسرائیل کے مظالم کے خلاف احتجاج کرتے نظر آتے ہیں۔ اگرچہ غیر مسلم ریاستیں اس احتجاج کو نظر انداز کر رہی ہیں لیکن تڑپ تڑپ کر جان دینے والے اہل غزہ کے مسلمان بھائی تو کوما کی حالت میں ہیں۔ اُن کی قوتِ شنوائی اور گویائی سلب ہو چکی ہے۔ مسلمان حکومتی ایوانوں سے تو اسرائیل کے سرپرست اور اسرائیل کو فلسطینیوں کے قتل عام کی شہ دینے والے امریکہ سے مکمل تعاون کی صدائیں انتہائی بے شرمی سے بلند ہو رہی ہیں۔ نیتن یاہو زندگی میں پہلی بار سچ بول رہا ہے کہ مسلمان حکومتیں ظاہری طور پر اسرائیل کے مظالم کے خلاف بیان دے رہی ہیں لیکن اُن کی ذہنی ہم آہنگی اور ہمدردیاں تو ہمارے ساتھ ہیں۔ کیا قیامت آیا ہی چاہتی ہے..... کیا حضرت اسرافیل صور میں پھونکنے والے ہیں۔ اے اللہ! امتِ مسلمہ کو حقیقی مسلمان بنادے۔ آمین!

ایوب بیگ مرزا

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 171 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 32500 سے زائد، جن میں بچے: 13300،
عورتیں: 10200 (تقریباً)۔ زخمی: 83000 سے زائد

اس شمارے میں

ہماری جعل سازیاں

امیر سے ملاقات (25)

اخلاقی شخصیت کی تشکیل

رمضان المبارک کے دوران اسرائیلی ظلم و جارحیت کی تاریخ

حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ کا وزیر اعظم محمد شہباز شریف کے نام خط

تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصور معاف کیا

سُورۃُ القَصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 16، 17

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ فَاغۡفِرۡ لِیۡ فَغَفَرَ لَہٗ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۶﴾
قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ فَلَنۡ اَکُوۡنَ ظَہِیۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۷﴾

آیت: ۱۶ ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ فَاغۡفِرۡ لِیۡ فَغَفَرَ لَہٗ ؕ﴾ ’’عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں تو اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا ہوں‘ پس تُو مجھے بخش دے‘ تو اللہ نے اُسے بخش دیا۔‘‘

﴿اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۶﴾﴾ ’’یقیناً وہی ہے بڑا بخشنے والا‘ رحم فرمانے والا۔‘‘

آیت: ۱۷ ﴿قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ فَلَنۡ اَکُوۡنَ ظَہِیۡرًا لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۷﴾﴾ ’’اُس نے کہا: پروردگار! بسبب اس احسان کے جو تُو نے مجھ پر کیا ہے (میں عہد کرتا ہوں کہ) اب میں کبھی مددگار نہیں بنوں گا مجرموں کا۔‘‘

چونکہ تُو نے مجھے معاف فرما کر مجھ پر احسان فرمایا ہے‘ لہٰذا میں عہد کرتا ہوں کہ میں آئندہ کبھی بھی کسی غلط کار شخص کا حمایتی نہیں بنوں گا۔

[مفسرین نے لکھا ہے کہ اسی روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی حکومت سے قطع تعلق کر لینے کا فیصلہ کر لیا‘ کیونکہ وہ ایک ظالم حکومت تھی اور اُس نے اللہ کی زمین پر ایک مجرمانہ نظام قائم کر رکھا تھا۔ (اضافہ از مرتّب)]

درس حدیث

روزہ دار گالی اور جھگڑے سے خود کو محفوظ رکھے

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا كَانَ يَوۡمُ صَوۡمِ أَحَدِكُمۡ فَلَا يَرۡفُثۡ يَوۡمَئِذٍ وَلَا يَصۡخَبۡ، فَإِنۡ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوۡ قَاتَلَهُ فَلۡيَقُلۡ: إِنِّي امۡرُؤٌ صَائِمٌ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ نہ تو فحش بات کرے اور نہ شور و شغب کرے، اگر کوئی دوسرا اس کے ساتھ گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کرے، تو وہ اس سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔‘‘

تشریح: روزہ کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور تقویٰ کا حصول ہے۔ روزہ کی حالت میں جہاں آدمی کو حلال چیزوں سے اپنے آپ کو بچانے کا حکم ہے تو حرام چیزوں یعنی گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑوں سے بچنا تو اور بھی ضروری ہے۔ اللہ اور رسول کی معصیت اجر و ثواب کو ختم کر دیتی ہے، جس کی بنا پر روزہ میں بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ نہیں بچتا۔ روزہ دار کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ہر قسم کی معصیت سے بچا کر رکھے اور روزہ کو اس کی صحیح روح کے ساتھ رکھنے کی کوشش کرے۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بِنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

15 تا 21 رمضان المبارک 1445ھ جلد 33
26 مارچ تا یکم اپریل 2024ء شمارہ 13

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری جعل سازیاں

دجل، فریب، جعل سازی، جھوٹ اور قول و فعل کا تضاد آج اُس دنیا کا اہم ترین ہتھیار ہے جو خود کو مہذب دنیا کہتی ہے۔ البتہ وہ یہ سب کچھ اپنے ملک اور قومی مفاد کو بنیاد بنا کر دوسروں اور غیروں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اپنے ملک اور قوم کے لیے یہ سب کچھ اُنہوں نے قانونی لحاظ سے حرامِ مطلق کے مترادف قرار دیا ہوا ہے اور وہاں شاذ کے درجہ میں ایسے واقعات ملکی اور قومی سطح پر ہوتے ہیں۔ لیکن پاکستان کی مصیبت یہ ہے کہ ہم دوسروں اور غیروں سے تو شاید کچھ بلکہ کافی بہتر چلتے ہیں لیکن ملکی اور قومی سطح پر عوام، ادارے، حکومت یہاں تک سیاسی اور مذہبی جماعتیں اوصاف ہائے بالا سے بخوبی متصف ہیں۔ ہیر پھیر اور جعل سازی تو ہماری رگ رگ میں رچ بس گئی ہے۔ (الا ماشاءاللہ) ہم سب ہر طرف ہاتھ مارتے ہیں، یہاں تک کہ قومی تہواروں کو بھی نہیں بخشا۔ یہ جو 23 مارچ ہم یومِ پاکستان کے طور پر جوش و خروش سے مناتے ہیں اُس کی دلخراش اور تکلیف دہ حقیقت بھی سن لیجیے۔

پہلا سوال یہ ہے کہ 23 مارچ اگر یوم پاکستان ہے تو 14 اگست کیا ہے؟ اگر ہم 23 مارچ کو یوم پاکستان اس لیے قرار دیتے ہیں کہ 1940ء میں اس دن منٹو پارک لاہور میں ایک قرارداد منظور ہوئی تھی جو پاکستان کی آزادی کی بنیاد ثابت ہوئی، تو ہم بات کو اس حد تک تسلیم کر لیتے ہیں۔ یقیناً یہ قرارداد تحریک آزادی کی بنیاد بنی۔ اگرچہ یہ قراردادِ لاہور کے عنوان سے پیش کی گئی تھی اور اس قرارداد میں پاکستان کا نام تک نہیں ہے اور اس میں آزاد ریاست Independent state کا نہیں بلکہ آزاد مسلم ریاستوں کا ذکر ہے یعنی State کی بجائے States کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ یہ اضافی ''S'' 1946ء میں کاٹا گیا۔ اسے قرارداد پاکستان تو ہندو پریس نے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔ لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے کہ اگر 23 مارچ ہی یوم پاکستان ہے اور یہ اس لیے منایا جاتا ہے کہ 1940ء میں اس دن قیام پاکستان کے لیے قرارداد منظور ہوئی تھی تو قیامِ پاکستان کے بعد 1948ء سے لے کر 1955ء تک ہم یہ دن منانے کے حوالہ سے بالکل خاموش کیوں ہیں؟ حکومتی ریکارڈ کے مطابق مذکورہ 8 سالوں میں نہ یہ دن منایا گیا، نہ قومی تعطیل، نہ کوئی جشن، نہ کوئی پریڈ وغیرہ آخر کیوں؟

تاریخی حقیقت یہ ہے کہ 23 مارچ 1956ء کو اُس وقت کے وزیر اعظم پاکستان چودھری محمد علی نے پاکستان کو پہلا آئین دیا تھا۔ پاکستان تخت برطانیہ کی ماتحتی سے اعلانیہ طور پر الگ ہو گیا تھا اور اِس دن کو یوم جمہوریہ قرار دیا گیا تھا۔ 1957ء اور 1958ء میں بھی 23 مارچ کو بطور یوم جمہوریہ پاکستان منایا گیا۔ قومی تعطیل ہوئی اور تمام تقریبات منعقد ہوئیں۔ اکتوبر 1958ء میں جنرل ایوب خان نے ملک بھر میں مارشل لاء لگا دیا اور 1956ء کے آئین کو منسوخ کر دیا۔ گویا خاکی وردی والوں نے جمہوریت اور آئین سب کچھ اپنے بھاری بوٹوں تلے روند ڈالا۔ 1959ء میں جب 23 مارچ کی آمد آمد تھی تو فوجی حکمرانوں کے سامنے یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ وہ یومِ جمہوریہ کس طرح منائیں؟ وہ اُس آئین کے بننے کا دن کیسے اور کیوں

منائیں جسے وہ کفنا اور دفنا چکے ہیں۔ دوسری طرف ان فوجی حکمرانوں کے سامنے اصل مسئلہ یہ تھا کہ اس روز عوام چھٹی منانے اور مختلف تقریبات منعقد کرنے کے عادی ہو چکے تھے۔ لہٰذا اس کا کیا کیا جائے؟ سول بیوروکریسی جس کی ذہانت اور فطانت ہمیشہ آڑے وقت میں ہر قسم کے حکمرانوں کے کام آئی۔ اُسی کا مشورہ ہوگا کہ فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ خوش قسمتی سے (حکمرانوں کی خوش قسمتی اکثر عوام کی بدقسمتی بن جاتی ہے) اسی روز یعنی 23 مارچ 1940ء کو منٹو پارک میں وہ قرارداد بھی تو منظور ہوئی تھی جسے سب مانتے ہیں کہ وہ تحریک پاکستان کی بنیاد بنی تھی۔ لہٰذا 23 مارچ کی تعطیل اور تقریبات کا تعلق 1956ء کے آئین سے ختم کر کے 1940ء کی قرارداد سے جوڑ دیا جائے اور پہلے سے بڑھ کر زور وشور سے تقریبات منعقد کی جائیں۔ عوام کا تعلق تو تعطیل اور رنگ برنگی تقریبات سے ہے۔ اُنہیں اس سے کیا فرق پڑے گا کہ 23 مارچ جو یوم جمہوریہ تھا، اب یوم پاکستان بن گیا ہے۔ عوام یقیناً اس غم میں دبلے نہیں ہوں گے کہ جمہوریت کی سالگرہ جمہوریت کی برسی کیوں بن گئی ہے؟ نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ اڑھائی سالہ نوخیز کلی کو کھلنے سے پہلے زندہ درگور کرنے پر جمہوریت کے کسی چیمپئن کا ضمیر نہ جاگا۔ ہمارے لیے تو جمہوریت نامحرم ہے، لہٰذا ہم نے اگر غضِ بصر سے کام لیا تو غلط نہیں کیا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے وہ سیاست دان جو دن رات جمہوریت کی رٹ لگاتے ہیں، جمہوریت کی خاطر اپنی قربانیوں کا ڈھول پیٹتے رہتے ہیں۔ وہ 23 مارچ کو یوم پاکستان قرار دے کر جمہوریت کے مزار پر چادر کیوں چڑھاتے ہیں؟ عاشقانِ جمہوریت یہ مسئلہ لے کر میدان میں کیوں نہیں نکلتے کہ 23 مارچ 1956ء کو اس سرزمین کو پہلا آئین ملا۔ تختِ برطانیہ کی بالواسطہ غلامی بھی انجام کو پہنچی تھی۔ پاکستان کا گورنر جنرل پاکستان کا صدر بن گیا تھا۔ لہٰذا ہم اس دن کو بطور یوم جمہوریہ منائیں گے۔ ہم تاریخ کو درست کریں گے اور فوجی طالع آزما کی عیاری اور چالاکی کا پردہ چاک کریں گے کہ اُس نے اپنے غیر آئینی غیر قانونی اقدام کو جواز فراہم کرنے کے لیے یومِ جمہوریہ کو یومِ پاکستان میں کیوں بدل ڈالا؟ لیکن یقین مانیے کہ وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔ اس لیے کہ اصل الاصول یہ ہے کہ ہر شے اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ پاکستان میں صفِ اوّل کا کوئی لیڈر بھی ایسا نہیں ہے جو عوام کی پیداوار ہو اور جس نے حکمران بننے کے لیے G.H.Q کا سہارا نہ لیا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ نام نہاد لیڈر جمہوریت سے مخلص نہیں ہیں۔ انہیں تو اقتدار اور قوت چاہیے تاکہ حکمرانی کے مزے لیں اور اس کے ذریعے اپنی دولت میں اضافہ کرسکیں۔ اُن کے لیے جمہوریت نظریہ نہیں ہے حصولِ اقتدار کا زینہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نام نہاد لیڈر جمہوریت سے بھی مخلص نہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت یوں تو پاکستان میں آغاز سے ہی مظلوم ہے انتخابات کرانا اور حکمرانی کے لیے عوام کی رائے لینا جمہوریت کی اساس ہے، اُس کی جڑ اور بنیاد ہے لیکن کبھی ایسا نہ ہو سکا کہ پاکستان میں ہونے والے کسی ایک الیکشن کو بھی صاف اور شفاف کہا جاسکے۔ 2024ء کے انتخابات تو جعل سازی اور فراڈ کے حوالے سے تاریخ کا ایک ریکارڈ شکن الیکشن تھا۔ گویا یوں کہا جاسکتا ہے کہ ماضی میں ہر الیکشن میں کبھی کم کبھی کچھ زیادہ دھاندلی ہوئی لیکن 2024ء کے انتخابات میں تو محض دھاندلی ہوئی تھوڑی تھوڑی کہیں نہ کہیں الیکشن کی جھلک سی نظر آتی ہے۔ ستم ظریفی یہ کہ جعل سازی سے جو حکومت عوام پر تھوپی گئی اُس کے حمایتی اینکر بھی سوشل میڈیا پر فارم 45 اور فارم 47 دکھا کر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ فارم 47 والا اسمبلی کے اندر اور فارم 45 والا عدالتوں کے چکر کاٹ رہا ہے۔ قارئین کو یقیناً معلوم ہوگا کہ الیکشن رُولز کے مطابق صرف فارم 45 کی بنیاد پر ہی فارم 47 بن سکتا ہے اُس فارم 47 کی کوئی حیثیت نہیں جو فارم 45 کی بنیاد پر نہ بنا ہو۔

معاشی سطح پر بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ کبھی ہمارے کسی وزیر خزانہ کے فراڈ اعدادوشمار پیش کرنے سے ہم بین الاقوامی سطح پر جعل ساز ٹھہرائے جاتے ہیں، جس کے نتیجہ میں ہم جرمانہ ادا کرتے ہیں۔ آج ہم IMF سے چوبیسواں پروگرام لینے کے خواہش مند ہیں۔ اس حوالے سے ہماری ذلت اور رسوائی اس سطح پر پہنچ گئی ہے کہ پہلے پروگراموں میں مختلف معاملوں میں IMF حکومتی سطح پر پاکستان کو ڈکٹیٹ کرتا تھا۔ اب یہ عالمی ادارہ ہماری نااہلی، ہمارے ضعف اور ہمارے دجل وفریب کی وجہ سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ حکومت کی بجائے براہِ راست اداروں کو ڈکٹیٹ کر رہا ہے۔ FBR سے پوچھ گچھ کر رہا ہے اور دوسرے حکومتی اداروں سے بھی براہِ راست رابطہ کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ IMF سے تعلق اور سودی قرضہ ماضی میں بھی ہماری ملکی سلامتی اور خودمختاری کے لیے زہر قاتل ثابت ہوا۔ 1980ء میں آئی ایم ایف کے پروگرام کا حصہ بننے سے لے کر آج تک کی تاریخ دیکھ لیں یہ قرضہ بڑھتا گیا اور آج ہم اس دلدل میں مکمل طور پر دھنس چکے ہیں۔ لیکن ان چار دہائیوں کے دوران ملکی ترقی کا پہیہ اُلٹا گھومتا رہا۔ جیسے جیسے قرضہ آتا گیا اُسے مالِ مفت جان کر ہماری سول اور ملٹری اشرافیہ کی بدعنوانیاں اور اللے تللے بھی بڑھتے گئے اور آج پاکستان اقتصادی اور معاشی تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ سیاسی سطح پر بھی بیرونی دباؤ بلکہ ڈکٹیشن قبول کرنا ہمارا قومی شیوہ بن چکا ہے۔ معاشرتی سطح پر مغرب کا شیطانی ایجنڈا مسلط کرانے کے لیے امریکہ IMF جیسے اداروں کو استعمال کرتا ہے۔ شنید ہے کہ جس طرح +GSP کی شرائط پر عمل کرتے ہوئے ہماری عدالتیں سزائے موت کے اب نزدیک بھی نہیں جاتیں، اسی طرح خدانخواستہ 295C کے خاتمے اور قادیانیوں کو مذہبی آزادی دینے کے حوالے سے بھی شدید دباؤ آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر فرمائے۔ جان پرکنز نے اپنی کتاب "Confessions of an Economic Hitman" میں واضح طور پر بتایا ہے کہ IMF کو کیسے تیسری دنیا کے ممالک کو دبوچنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اب سننے میں یہ بھی آیا ہے کہ 3 ارب ڈالر کے پروگرام کے خاتمہ پر پاکستان، مصر کے ماڈل کی تقلید کرتے ہوئے IMF سے 8 ارب ڈالر کا ایک طویل المعیاد معاہدہ کرے گا۔ اگر یہ چیزیں درست ثابت ہوئیں تو پاکستان کی رہی سہی عزت نفس اور سالمیت وخودمختاری کا بھی سودا کر دیا جائے گا۔ آج مصر امریکہ اور اسرائیل کا واضح طور پر غلام بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایٹمی پاکستان جس کی بنیاد نظریۂ اسلام پر رکھی گئی تھی، اُسے اس المناک حادثہ سے بچائے۔

❀❀❀

اس وقت عموم کے اعتبار سے مسلمانانِ فلسطین کی مدد کے لیے قتال فرض ہو چکا ہے جس کے ہاتھ میں جتنی طاقت اور جتنا اختیار ہے وہ اسی حساب سے مکلف ہوگا۔

اگر یہ پاکستان واقعتاً اسلامی پاکستان بن جائے تو کشمیر اور ہندوستان کے مسلمانوں کا حوصلہ بھی بڑھے گا۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ تجویز فرمایا کرتے تھے کہ دجالی تہذیب کے فکری غلبے کو توڑنے کے لیے جدید علم الکلام کو مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔

8 مارچ کے پشتی بان ہمارا ایمان چھیننے کے لیے حیا سے ہمیں محروم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم ان کے آلہ کار بن جائیں۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم واحباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: آپ کی والدہ کا انتقال ہوا ہے اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔ ان کے بارے میں کچھ فرمائیں؟

امیر تنظیم اسلامی: جزاک اللہ! آپ کی طرف سے اور دیگر تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے محبت کرنے والے لوگوں کی طرف سے بھی محبت بھرے پیغام پہنچے۔ میں نے ان کا امکانی حد تک جواب بھی دیا اور اب بھی آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بھی دعا کی ہے۔ والدین تو ایک بڑی نعمت ہوا کرتے ہیں۔ والدین اپنے آپ کو کھپاتے ہیں تب جا کر ایک بچہ جوان ہوتا ہے۔ آج ہم جہاں پہنچے ہیں اس میں سب سے بڑا کردار ماں باپ کا ہی ہوتا ہے۔ اُن کے چلے جانے کے بعد بھی ہمارا ان سے رشتہ ختم نہیں ہوتا۔ ہمارا دین بڑا پیارا ہے، اس حوالے سے ہمیں دعائیں سکھائی ہیں۔ بس یہی التجا ہے کہ سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہماری اولادوں کو ہمارے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ جزاک اللہ خیرا!

سوال: کیا وہ آپ کے اس کام سے خوش تھیں اور سمجھتی تھیں کہ میرا بیٹا بالکل صحیح کام کر رہا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان دین کے کام کی طرف بڑھتا ہے تو والدین کی طرف سے رکاوٹ آجاتی ہے، کچھ لمٹس کا تقاضا آجاتا ہے، لیکن اللہ گواہ ہے کہ میرے والدین کی طرف سے حوصلہ افزائی ملی اور بہت ہی شفقت کا معاملہ رہا۔ میری فیلڈ چارٹڈ اکاؤنٹنسی تھی اس کو چھوڑ کر میں دین کے کام کی طرف آیا۔ حالانکہ گھر کی ذمہ داریاں بھی مجھ پر عائد تھیں اور بڑے چیلنجز تھے لیکن اس کے باوجود میرے والدین نے خوشی اور اطمینان کا ہی اظہار کیا اور جب کبھی کہیں سے خبر آتی تھی کہ آپ کے بیٹے کا درس قرآن سنا ہے تو ان کو بڑی خوشی ہوتی تھی اور اطمینان حاصل ہوتا تھا کہ اللہ نے ہمارے بیٹے کو دین کے لیے قبول فرمایا۔ یہ اللہ کا فضل ہی ہے۔ پھر امیر تنظیم اسلامی کی ذمہ داری اُٹھائے کم وبیش ساڑھے تین سال ہوا چاہتے ہیں، اس ذمہ داری کی بدولت تقریباً چار مہینے تو گھر سے باہر سفر کا معاملہ رہتا ہے، اس کے علاوہ بھی جب کراچی میں ہوتا ہوں تو تنظیم اور دینی مصروفیات بہت زیادہ ہوتی ہیں، لیکن اس کے باوجود میری کوشش ہوتی تھی ہر دن یا دوسرے دن والدہ صاحبہ کے پاس حاضری دوں۔ ان کی طرف سے کبھی کوئی تقاضا نہیں رہا کہ

مرتب: محمد رفیق چودھری

انہوں نے دنیوی مال و دولت کی خواہش کی ہو بلکہ جو اللہ نے مناسب حال والد محترم کو عطا فرمایا اور پھر آگے ہمیں جو توفیق دی اس پر قناعت اور اطمینان کا معاملہ رہا۔ یہی ہمارے لیے خوشی کا مقام ہے کہ والدین اس اطمینان کے ساتھ دنیا سے گئے۔ باقی دل کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شب جمعہ عطا فرمائی اور جمعہ کی صبح ان کا جنازہ ہوا۔ اس وقت رحمت کی بارش بھی برسی ہے۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ یہ قبولیت کی علامت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی معاملہ ان کے ساتھ فرمائے۔ امین۔

سوال: فلسطین کی موجودہ صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک عام مسلمان کا فرض کیا ہے۔ کیا جہاد ہر مسلمان پر فرض ہو چکا ہے۔ اگر ہاں تو آپ اپنے پلیٹ فارم سے فتویٰ جاری کیوں نہیں کرتے۔ جب دنیا خاموش ہے اور مسلم ممالک بھی کچھ نہیں کر رہے تو تنظیم اسلامی مسلم رہنماؤں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتی؟ (محمد ابراہیم)

امیر تنظیم اسلامی: اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کے علم میں ہوگا کہ تنظیم اسلامی نے ضرور کوشش کی ہے جتنی بھی اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے خواہ وہ خطابات جمعہ میں کلام ہو، خواہ مظاہروں اور کارنر میٹنگز کی صورت میں ہو، چاہے سوشل میڈیا یا الیکٹرانک میڈیا پر آواز اٹھانے کی صورت میں ہو یا اخبارات میں اشتہارات دے کر توجہ دلانے کی صورت میں ہو۔ اس کے علاوہ مقتدر طبقات تک بات پہنچانے کے لیے بھی ہم نے ہر ذریعہ استعمال کیا ہے۔ ان کو پرسنلی خطوط بھی لکھے ہیں۔ چند پہلوؤں کو سمجھنا چاہیے۔ ہمارے بھائی نے کہا کہ کیا جہاد بمعنی قتال فرض ہو چکا ہے؟ یہ بات ہم نے پہلے بھی بیان کی اور دیگر اہل علم اور علماء ومفیان نے بھی واضح کیا کہ اس وقت عموم کے اعتبار سے مسلمانانِ فلسطین کی مدد کے لیے قتال کرنا فرض ہو چکا ہے۔ سب سے زیادہ یہ فرضیت فلسطین کے پڑوسی مسلم ممالک پر ہے اس کے بعد پھر اگلوں کی بحث آتی ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں طاقت ہے، جس کے ہاتھ میں اختیار ہے وہ زیادہ مکلف ہوگا۔ کیا عوام کے پاس یہ طاقت ہے کہ وہ وہاں جا سکیں اور جنگ میں حصہ لے سکیں؟ قطعاً نہیں! اس اعتبار سے ہم دعا بھی کریں گے، آواز بھی بلند کریں گے اور جس قدر ہو سکا ان کے ساتھ مالی تعاون بھی کریں گے۔ مسلم حکمرانوں کو بھی بیدار کرنے کے لیے ہم بھرپور کوشش کریں گے۔ یہ سب ہمارے بس میں ہے اور ہم یہ کریں گے ان شاء اللہ۔ آج کے اخبار کی اطلاعات کے مطابق کچھ ممالک نے پیراشوٹس کے ذریعے امدادی سامان غزہ پر گرایا ہے جس سے بعض مسلمانوں کی شہادتیں بھی ہوئی ہیں۔ یہ مسلم ممالک جو بارڈر کے قریب جا کر سامان گرا رہے ہیں وہ اسرائیل سے براہ راست بات نہیں کر سکتے کہ وہ انہیں امدادی سامان پہنچانے دے؟ چھوڑ دیجیے کافروں کو، 2 ارب مسلمان، 57 مسلم ممالک، تیل کی دولت ان کے پاس موجود ہے، ایٹمی صلاحیت

ہمارے پاس موجود ہے، کیا یہ ایک آواز بلند کر کے پریشر ڈالنے کی کوشش بھی نہیں کر سکتے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ تمام دینی اجتماعیتوں کو مل کر حکمرانوں پر پریشر ڈالنا چاہیے کہ وہ خاموشی توڑیں اور غزہ کے مسلمانوں کی کچھ نہ کچھ مدد کریں۔ یہ ہمارے بس میں ہے۔

سوال: پچھلے کچھ سالوں سے رمضان المبارک میں اسرائیل ظلم وستم مزید بڑھا دیتا ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: آخری عشرے میں مسجد اقصیٰ میں مسلمان نمازیوں پر شیلنگ اور فائرنگ ہوتی رہی ہے اور اس سال تو رمضان سے پہلے اعلان کیا گیا کہ مسجد اقصیٰ کو بالکل بند کیا جائے گا۔ یعنی اسرائیل ظلم کی انتہا پر پہنچ گیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف اُمت مسلمہ کی بے بسی اور بے حسی بھی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ میں نے جمعہ کے خطبات میں بھی یہ بات اُٹھائی ہے تمام مقتدر حلقوں کو متوجہ کرنے کے لیے کہ آپ لوگوں نے بھی مرنے کے بعد اللہ کو جواب دینا ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ مستقبل کا منظر نامہ بیان کرتے ہوئے آرمیگاڈان کا ذکر کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں بالخصوص عربوں پر بڑی تباہی آنی ہے۔ مستقبل کا یہ منظر نامہ بھی ہمارے سامنے رہے۔ احادیث رسول میں ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور اس سے قبل امام مہدی تشریف لائیں گے تو خراسان سے لشکر ان کی مدد کے لیے جائیں گے۔ اگر یہاں نظام خلافت کے قیام کی طرف قدم بڑھیں گے تو کل کوئی فوجیں یہاں سے جا سکیں گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ یہاں اقامت دین کی جدوجہد کو بڑھایا جائے۔

سوال: جس طرح تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام مساجد میں خطاب جمعہ میں سیاست (حالات حاضرہ) پر بات ہوتی ہے اور قرآن وسنت پر عمل کرنا بتایا جاتا ہے بالکل اسی طرح دوسری مساجد میں جمعہ کے خطابات کیوں نہیں ہوتے؟ تنظیم اسلامی تمام مکاتب فکر کے خطباء و ذمہ داران سے بات کر کے ان کو بھی اس طرف لے کر آئے۔ (عبدالرافع)

امیر تنظیم اسلامی: سیاست عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کا مطلب ہے انتظام کرنا۔ جو کچھ ہماری ملکی سیاست میں ہوتا ہے اس سے تو ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں مگر ملک کا انتظام چلے، اللہ کی زمین پر اللہ کا حکم نافذ ہو، یہ ملک اسلام کے نام پر ہم نے حاصل کیا یہاں شریعت اسلامی کا نفاذ ہونا چاہیے، اس کے لیے ہم آواز بلند کرتے رہیں گے اور خود ہمارے ذمہ ہے کہ ہم عملی طور پر اپنی زندگیوں پر اسلام کو نافذ کریں، پھر دوسروں کو اس کی دعوت دیں اور اس کے ساتھ بندگی والے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ ان ذمہ داریوں کا تذکرہ ہم ضرور کرتے ہیں۔ دیگر دینی اجتماعیتوں سے بھی آواز بلند ہوتی ہے مگر اس کام کو مزید بڑھانے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک سوال کے دوسرے حصے کا تعلق ہے تو ہم مختلف دینی اجتماعیتوں، علماء، اور دیگر شخصیات سے رابطے کرتے ہیں، ان کو گزارشات بھی بھیجتے ہیں اور جب ہم منکرات کے خلاف کوئی مہم چلاتے ہیں تو اس حوالے سے بھی دیگر دینی جماعتوں، علماء اور خطباء کو رائٹ اپ بھیجتے ہیں۔اس کے ساتھ ممبرز آف پارلیمنٹ، ججز، وکلاء میڈیا پرسنز، صحافیوں تک بھی اپنی گزارشات پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ہم سب کو یاددہانی کرواتے ہیں۔

> **یہ مسلم ممالک جو غزہ بارڈر کے قریب جا کر امدادی سامان گرا رہے ہیں وہ اسرائیل سے براہ راست بات نہیں کر سکتے کہ وہ انہیں امدادی سامان پہنچانے دے؟**

سوال: جب ہمارا کوئی خط یا رائٹ اپ علماء یا خطباء کو جاتا ہے تو ان کی طرف سے کیا فیڈ بیک رہتا ہے، کیونکہ اراکین اسمبلی وغیرہ کی طرف سے ہمیں کوئی نتیجہ نظر نہیں آیا؟

امیر تنظیم اسلامی: نیشنل اسمبلی کے ساتھ ساتھ ہمارے پاس سینٹ بھی ہے۔ اکا دکا حضرات کی طرف سے مانا بھی جاتا ہے اور دو تین مرتبہ بعض حضرات کی طرف سے تعریف کی بات بھی آئی۔ اگرچہ وہ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہیں۔ جہاں تک مساجد کے آئمہ کا تعلق ہے تو اللہ کا بہت احسان ہے کہ اس میں بہتری آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سابق امیر تنظیم محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے اپنے دور امارت میں اس حوالے سے بڑی محنت کی ہے۔ انہوں نے کوشش کی ہے کہ دیگر مکاتب فکر کے علماء سے ہمارا تعلق بڑھے۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے رفقائے تنظیم مختلف علاقوں میں مساجد کے آئمہ سے، علماء سے رابطہ بھی رکھتے ہیں، ان تک نہ صرف مواد پہنچاتے ہیں بلکہ جب میرا بطور امیر تنظیم مختلف علاقوں میں جانا ہوتا ہے تو ان علماء سے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی رہتا ہے۔ اس کے بہت اچھے نتائج ہیں۔ خطباء تنظیم اسلامی کے رفقاء سے تعاون کرتے ہیں اور تنظیم کے لٹریچر کی تقسیم میں معاونت کرتے ہیں اور اکثر اپنی مساجد سے اعلان بھی کر دیتے ہیں کہ تنظیم اسلامی اس مسئلہ پر کام کر رہی ہے۔ کراچی کے ایک بڑے ادارے کے تحت 500 مساجد ہیں۔ اس ادارے نے تنظیم کی دعوت پر اپنی تمام مساجد میں خطبات جمعہ میں انسداد سود کے مسئلے پر آواز اٹھائی۔ اسی طرح کئی دوسری اجتماعیتوں کی طرف سے تنظیم کی دعوت پر کسی مسئلہ پر آواز اٹھائی جاتی ہے۔ اسی طرح کبھی ہم بھی اُن کے کہنے پر کسی مسئلہ پر آواز اُٹھاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ اچھی بات ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ﴾ (المائدۃ: 2) ''اور تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں تعاون مت کرو۔''

بعض مرتبہ ہم ملکی ایشوز پر یا امہ کے ایشوز پر سیمینارز کرتے ہیں تو اس سیمینارز میں ہم دیگر اجتماعیتوں کے ذمہ داران کو بھی مدعو کرتے ہیں، علماء اور سکالرز کو بلاتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہ سلسلہ بڑھ رہا ہے الحمد للہ۔

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ویڈیوز میں سنا ہے کہ انبیاء کے بعد صدیقین اور ان کے بعد شہداء اور ان کے بعد صالحین کا مرتبہ ہے۔ صدیقین سے مراد کون لوگ ہیں جن کا رُتبہ شہداء سے بھی بڑا ہے۔ ہم لوگ ایسا کون سا کام کریں جس سے ہم صدیقین میں شامل ہو جائیں؟ (ایم ڈی زکریا، انڈیا)

امیر تنظیم اسلامی: سورۃ الفاتحہ میں انعمت علیھم (انعام یافتہ) لوگ کون ہیں؟ اس کا جواب سورۃ النساء کی آیت 69 میں دیا گیا ہے جہاں انعام یافتہ لوگوں کا ذکر ہے۔ اسی تناظر میں ڈاکٹر صاحبؒ یہ بات کرتے تھے۔ اس آیت میں چار گروہوں کا ذکر آیا: انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اس حوالے سے ڈاکٹر صاحبؒ یہ نکتہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ صالحین تو تمام نیک لوگ ہیں، البتہ نیک لوگوں میں سے جو حق کی تلاش میں زیادہ غور وفکر کرتے ہیں تو وہ گویا صدیق مزاج کے لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح نیک لوگوں میں سے بعض وہ ہوتے ہیں جن میں آگے بڑھ کر حرکت اور جدوجہد کرنے کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے وہ شہداء کے مزاج کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جو صدیق مزاج کے لوگ ہوں گے ان میں حرکت کا مادہ بالکل نہیں ہوگا یا

شہداء کے مزاج کے لوگوں میں صدیقیت کا مادہ نہیں ہوگا، ہرگز نہیں بلکہ مزاج میں کوئی شے نمایاں ہوجاتی ہے۔ صحابہ کرامؓ میں رحمت کے عنصر میں صدیق اکبرؓ بہت آگے ہیں اور دین کی حمیت وغیرت اور جلال کے اعتبار سے سیدنا عمرؓ بہت آگے ہیں۔ اسی طرح حیا کے اعتبار سے سیدنا عثمانؓ بہت آگے ہیں۔ معاملہ فہمی اور فیصلے کی صلاحیت کے اعتبار سے سیدنا علیؓ بہت آگے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو معاملہ فہمی میں آگے ہیں وہ حیا میں خدانخواستہ کم ہوں گے۔ بہرحال بنیاد نیک ہونا ہے اور نیک ہونا ایمان کی شرط کے ساتھ ہے۔ نیک ہونے کے بعد کوئی صدیق مزاج کی طرف جائے گا، کوئی شہداء کے مزاج کی طرف جائے گا۔ یہ سب اللہ کی عطا سے ہوتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا چاہیے اور توفیق مانگ کر آگے سے آگے بڑھنا چاہیے۔

سوال: کیا افغانستان میں صحیح اسلامی حکومت قائم ہوگئی ہے اور اگر ہوگئی ہے تو کیا ہم پر یہ فرض ہے کہ جہاں اسلامی نظام قائم ہوگیا ہو وہاں ہجرت کریں یعنی ہمیں افغانستان ہجرت کر جانا چاہیے؟ (سخی اللہ صاحب، انڈیا)

امیر تنظیم اسلامی: یہ سوال اُس وقت بھی اُٹھا تھا جب پہلی مرتبہ افغانستان میں طالبان کی حکومت قائم ہوئی تھی۔ پاکستان سے بعض لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہم بھی افغانستان میں ہجرت کر جائیں۔ ملا عمرؒ نے اس کا جواب یہ دیا تھا کہ ابھی آپ پاکستان میں ہی رہیں کیونکہ ابھی ہم ہنگامی اور جنگی حالات سے نہیں نکلے، اس کے بعد شریعت کی نفاذ کے مراحل آئیں گے۔ تب تک آپ اپنے مقام پر رہیں، وہیں پر دعوت وتبلیغ اور کلمہ کی سربلندی کے لیے کام کریں۔ افغان طالبان کی حکومت کو دوبارہ قائم ہونے کے بعد بھی ابھی ان کے لیے بڑے چیلنجز ہیں۔ لہٰذا ہمارا مشورہ اب بھی یہی ہے کہ ہم جہاں ہیں فی الوقت وہاں دین پر عمل کریں اور اس کے قیام کے لیے جدوجہد کریں۔ ہمارے بھائی کا تعلق انڈیا سے ہے۔ 75 برس ہوگئے ہم پاکستان میں اسلام کو نافذ نہیں کر سکے۔ ہمیں افغان طالبان سے اثر لینا چاہیے تھا اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے پوری دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا ہوکر اس مملکت خداداد میں شریعت کو نافذ کرنے کی جدوجہد کرنی چاہیے تھی۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد:7)

''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔''

اگر یہ پاکستان واقعتاً اسلامی پاکستان بنے گا تو کشمیر کے مسلمانوں کا حوصلہ بھی بڑھے گا، ہندوستان کے مسلمانوں کا حوصلہ بھی بڑھے گا۔

سوال: اگر کوئی مسلمان امریکہ یا یورپ میں کام کر رہا ہے اور حکومت اس کے ٹیکس کی رقم کو ان جنگوں کے لیے استعمال کرتی ہے جن میں ہزاروں مسلمان مارے جاتے ہیں، تو وہ شخص کہاں کھڑا ہے؟ کیا وہ بھی اللہ کے سامنے مسلمانوں کا قاتل شمار ہوگا؟

امیر تنظیم اسلامی: سچی بات یہ کہ اگر میں مسلم ملک میں بھی بیٹھا ہوں اور میرے ملک میں سودی نظام چل رہا ہے اور اس سودی نظام کے تحت بینک میں میں نے کرنٹ اکاؤنٹ بھی کھول رکھا ہے جس پہ میں سود نہیں لیتا تب بھی میں پارٹ آف سسٹم ہوں، مجھ سے گناہ سرزد ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ ایسی صورت میں مجھے اس نظام سے کم سے کم فائدہ اٹھانا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ اپنے وسائل، صلاحیتوں اور اوقات کو دین کے نفاذ کی جدوجہد میں لگانا چاہیے تاکہ نظام کا حصہ بن کر جس گناہ کے آپ مرتکب ہو رہے ہیں اس کا کفارہ ادا ہو سکے۔ یہی رہنمائی غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے بھی ہے۔

سوال: استعماری طاقتوں نے مختلف طریقوں سے امت مسلمہ میں گمراہ کن نظریات پھیلا دیے ہیں جس کی وجہ سے مسلمانوں کی وحدت فکر ختم ہوگئی اور ہم نظریاتی ٹولیوں میں بٹ گئے ہیں۔ یہ سارا خلفشار عقائد ونظریات کا ہے اس بھنور سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟

سوال نمبر 2: ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری نوجوان نسل کی اکثریت اسلام کے اصول وعقائد کو فرسودہ سمجھتی ہے اور ذہنی اور عملی طور پر اسے اپنانے کو تیار نہیں تو کیا نئے ذہنوں کو متاثر کرنے کے لیے اسلام کی جدید تعبیر ضروری ہے؟ (راحیل گوہر صدیقی، کراچی)

امیر تنظیم اسلامی: بہت اہم فکری نوعیت کا سوال ہے اور اس کا عمل سے بھی بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس حوالے سے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی بڑی پیاری تحریر ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحبؒ نے واضح کیا ہے کہ غلبہ اسلام کی جدوجہد کے لیے ایک فکری سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے اور ایک عملی میدان میں جدوجہد کرنی کی ضرورت ہے۔ اس وقت ایک عالمی دجالی تہذیب پوری دنیا پر غالب ہے جس کی بنیاد مادہ پرستی، عقل پرستی اور ظاہر پرستی پر ہے۔ جہاں خدا، روح اور آخرت بالکل نظر انداز کر دیے گئے۔ ہاں کائنات نظر آرہی ہے، جسم نظر آرہا ہے، دنیا نظر آرہی ہے اس پر تو خوب محنت ہے مگر خدا، روح اور آخرت کی کوئی فکر نہیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ تجویز کرتے ہیں اس دجالی تہذیب کے فکری سطح پر غلبے کو توڑنے کے لیے ایک جدید علم الکلام کو مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ عملی میدان میں ایک انقلابی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی مسلمان باطل نظام کا حصہ ہے تو اسے کم سے کم پر گزارہ کرنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ اپنی صلاحیتیں دین کے غلبہ کے لیے صرف کرنی چاہئیں تا کہ کفارہ ادا ہو سکے

جماعت کے ساتھ جڑنے کی ضرورت ہے جو منہج انقلاب نبوی کی روشنی میں غلبہ دین کی جدوجہد میں مصروف ہو۔ ڈاکٹر صاحب کی کتاب ''جہاد بالقرآن کے پانچ محاذ'' کا مطالعہ اس ضمن میں مفید ثابت ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک جہالت قدیمہ ہے اور ایک جہالت جدیدہ ہے۔ اسی طرح فرسودہ رسوم ورواج ہیں، ان سب محاذوں پر قرآن کے ذریعے جہاد کرنا ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی ایک اور تحریر جو بہت مختصر مگر بہت ہی جامع ہے ''قران اور جہاد'' کے عنوان سے ہے۔ تقدیروں کو بدل دینے والی کتاب قرآن مجید ہے، جس نے عربوں کو دنیا کا امام اور حکمران بنا دیا۔ تمام دجالی فتنوں کا مقابلہ بھی اسی قرآن سے کیا جائے گا۔ دجالی تہذیب کے اثرات کی وجہ سے آج ہمارا نوجوان سوچتا ہے کہ مولوی بے کار کی باتیں کرتا ہے۔ قرآن کی روشنی میں جدید علم الکلام کے ذریعے ان کے ذہنوں کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ قرآن میں وہ تاثر ہے کہ جو ایک عام انسان سے لے کر دانشوروں اور بادشاہ گروں کے ذہنوں کو بدل سکتا ہے، جو دیہاتی، شہری، ہر انسان کے ذہن کو اپیل کرتا ہے جب آپ خلوص کے ساتھ قرآن کی دعوت ان کے سامنے پیش کریں گے اور آپ کا کردار اس کی گواہی پیش کر رہا ہوگا تو سامنے والوں پر اثر کرے گا اور ان کی زندگیاں بدلیں گی۔ الحمدللہ انجمن خدام القرآن، قرآن اکیڈمیز اور تنظیم اسلامی کے تحت دورہ ترجمہ قرآن اور خلاصہ مضامین قرآن کے عنوان سے مسلسل یہ کوشش پاکستان بھر میں ہو رہی ہے۔ ہر طبقے کے افراد چاہے وہ بزرگ ہوں، نوجوان ہوں، خواتین ہوں سب کے لیے موقع ہے کہ وہ قرآن سے جڑنے کی کوشش کریں۔

سوال: باطل نظریات خود بخود نہیں پھیل رہے ہیں بلکہ

الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کے ذرائع سے پوری طاقت اور منصوبہ بندی کے تحت پھیلائے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ 8 مارچ کو عورت مارچ کا انعقاد ہوتا ہے۔ اس حوالے سے ہم نوجوان نسل کو کیا رہنمائی دے سکتے ہیں کہ وہ ان فتنوں سے بچیں؟

امیر تنظیم اسلامی: ایک طرف تو شیطانی پارٹی سارا کفر اور باطل لیے سارے وسائل اور ذرائع کے ساتھ ہمارا ایمان اور ہم سے ہماری حیا چھیننے کے لیے ٹوٹ پڑی ہے۔ دوسری طرف ہمارے پاس قرآن ہے جو ان تمام فتنوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس قرآن کی تعلیم کو اپنے گھروں، اپنی گلیوں، تعلیمی اداروں، مساجد اور ہر جگہ عام کرنا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ''اور (اے نبی ﷺ!) آپ تلاوت کیجیے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے آپ کے رب کی کتاب میں سے۔ اُس کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے' اور آپ نہیں پائیں گے اُس کے سوا کوئی جائے پناہ۔'' (الکہف: 27)

پناہ دینے والی ذات تو اللہ کی ہے مگر اللہ نے اپنی رسی عطا کی جس کو تھامنے کا ہم سے تقاضا ہے۔ دوسری اہم بات یہ کہ نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ مثال دیا کرتے تھے کہ ایک میدان میں لوگ جمع ہیں اور ایک پہاڑ سے کافر فوج ان پر گولے پھینک رہی ہے، لوگ مر رہے ہیں اور زخمی ہو رہے ہیں۔ باقی لوگ مردوں کو دفناتے ہیں اور زخمیوں کو ہسپتال پہنچاتے ہیں۔ دوبارہ پھر اوپر سے بمباری ہوتی ہے اور لوگ مرتے اور زخمی ہوتے ہیں انہیں دفنایا یا ہسپتال پہنچایا جاتا۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پھر ایک اللہ کا بندہ انہیں بتاتا ہے کہ کب تک ظلم سہتے رہو گے، یہاں مرنے سے بہتر ہے دو چار لوگ پہاڑ پر جا کر بمباری کرنے والوں کو ہی مار ڈالو تاکہ فتنہ ہی ختم ہو جائے۔ اسی طرح باطل نظام حق کو پھلنے پھولنے نہیں دے رہا۔ بہتر ہے کہ اس نظام کو ہی بدل ڈالو۔ جہاں تک عورت مارچ کا تعلق ہے۔ عورت کے معنی عربی زبان میں پوشیدہ چیز کے ہیں لیکن دجالی تہذیب ان کو نمایاں ہو کر برائی کی دعوت دینے پر اُکساتی ہے۔ اسی عورت مارچ میں نکاح سے انکار کی باتیں بھی ہوتی ہیں۔ حالانکہ نکاح عورت کو تحفظ دیتا ہے۔ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے ہیں وہ کسی اور نظام نے نہیں دیے۔ جبکہ دجالی تہذیب عورت کو محض ایک کھلونا بنا کر پیش کرنا چاہتی ہے اور اسے سڑک پر لا کر ذلیل کرنا چاہتی ہے۔ اسلام عورت کو بہن، بیٹی، بیوی، ماں، خالہ، پھوپھی وغیرہ جیسے رشتوں میں پرو کر اس کو عزت و تکریم دیتا ہے جبکہ دجالی تہذیب چاہتی ہے کہ عورت دن میں آفس میں جاب کرے، مردوں کی ہوس بھری نگاہوں کا مقابلہ بھی کرے، ہر چند ریپ کے کیسز بھی ہوں، حیا کا جنازہ بھی نکلے۔ کیا این جی اوز وہ گندی تہذیب ہم پر مسلط کرنا چاہتی ہیں؟ ان کو پتہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں ایمان باقی رہا تو یہ باطل کے مقابلے میں کھڑے ہو جائیں گے۔ اس لیے وہ بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں تاکہ ایمان ختم ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا اور ایمان ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک اٹھا لیا جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے۔'' (مشکوۃ)

دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:
''جب تم حیا چھوڑ دو تو جو دل چاہے کرو!'' (بخاری)

دنیا کے ان عالمی دہشت گردوں کو، ان ظالموں اور جابروں کو جو لوگوں کا خون نچوڑ کر اپنی تجوریاں بھرتے اور اپنی حکومتیں چلاتے ہیں ان کو اگر کوئی خوف ہے تو اسلام کے عادلانہ نظام سے ہے۔ چنانچہ ہم سے ہمارا ایمان چھیننے کے لیے حیا سے ہمیں محروم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم ان کے آلہ کار بن جائیں۔

سوال: تنظیم اسلامی کا ایک طرہ امتیاز رہا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے اس نے رمضان میں دورہ ترجمان قرآن اور خلاصۂ مضامین قرآن کے ذریعے لوگوں کو قرآن سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جو یہ شمع جلائی تھی آج کہاں کھڑی ہے اور اس رمضان میں یہ شمع کتنی روشنی پھیلائے گی؟

امیر تنظیم اسلامی: الحمدللہ! 1984ء میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے لاہور سے یہ سلسلہ شروع کیا تھا اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ رمضان تو ہے ہی قرآن کا مہینہ۔ جیسا کہ قرآن میں بھی اللہ فرماتا ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾
''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''
آیت کے آخر میں فرمایا:
﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٨٥﴾﴾ (البقرۃ) ''اور تاکہ تم شکر کرسکو۔''

ڈاکٹر صاحب نے یہ سمجھایا کہ رمضان کے سارے فضائل قرآن مجید کے ذریعے ہیں لہٰذا شکر بجا لانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم رمضان قرآن کے ساتھ گزاریں۔ لوگ تراویح میں قرآن سنتے تھے اور گھروں کو چلے جاتے تھے، ان کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ ہم تراویح میں کیا سن کر آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس کا ثواب تو مل جاتا ہے مگر قرآن محض ثواب حاصل کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا، یہ پوری زندگی کا لائحہ عمل ہے اس کو جب تک ہم سمجھیں گے نہیں تو عمل کیا کریں گے؟ لہٰذا ڈاکٹر صاحبؒ نے نماز تراویح کے دوران ہر چار رکعت کے بعد ان میں تلاوت کیے گئے قرآن کے ترجمہ اور تفسیر کا دورہ شروع کیا۔ گویا جو قرآن ہم تراویح میں سنتے ہیں اس کا ترجمہ اور تشریح بھی ہمیں سننے کا موقع مل رہا ہے۔ پورے رمضان میں تقریباً 150 گھنٹے اس میں صرف ہوتے ہیں۔ اس کے بہت اچھے نتائج سامنے آئے۔ ہم نے اس کے ذریعے لوگوں کی زندگیاں بدلتی ہوئی دیکھی ہیں۔ اب بعض دوسری جماعتوں نے بھی یہ سلسلہ شروع کر دیا ہے، کچھ کا بیس پچیس منٹ بیان ہوتا ہے اور کچھ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بیان کر لیتے ہیں۔ تنظیم اسلامی، انجمن خدام القرآن اور قرآن اکیڈمیز کے تحت اس وقت تقریباً 100 مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن ہو رہا ہے اور تقریباً 50 مقامات پر خلاصہ مضامین قرآن ہو رہا ہے۔ اللہ کا احسان ہے کہ ہزاروں افراد اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ مزید یہ ہے کہ تنظیم کے رفقاء نے ایک ایپ بھی تیار کر لی ہے جس کو سمارٹ فون میں آپ ڈاؤنلوڈ کر کے قریب ترین مقام پر دورہ ترجمہ قرآن میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ لائیو ٹیلی کاسٹ بھی ہو رہی ہے اس کو لوگ آن لائن سن سکتے ہیں۔ رمضان میں حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا معمول تھا کہ وہ رمضان کی راتیں قرآن کے ساتھ گزارتے تھے۔ ہمارے لیے بھی ضروری ہے کہ ہم رمضان میں قرآن سے جڑنے، اس کو سیکھنے، سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ ہماری زندگیوں میں بھی تبدیلیاں آئیں، ہمارے معاشرے میں تبدیلی آئے۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین! ❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد رفیق تنظیم، عمر 29 سال، تعلیم بی ایس، کمپیوٹر سائنس، برسرروزگار، قوم خواجہ کے لیے نیک سیرت، دین دار گھرانے سے تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0301-6900174

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

اخلاقی شخصیت کی تشکیل

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

خُلق اس پختہ انسانی کیفیت کو کہتے ہیں جس میں انسان اپنے ارادہ واختیار سے اچھے یا برے اعمال بجالاتا ہے۔ اگر انسان اپنے رب کو پہچان لے اور معرفت رب اس کی فطرت صحیحہ بن جائے تو اس سے بلا تکلف اچھے اعمال سرزد ہوں گے۔ اور اسی کا نام حسنِ خلق ہے۔ بصورتِ دیگر برے اعمال کرے گا اور بد اخلاق کہلائے گا۔

دین کا اصل مقصود اللہ کی رضا کا حصول ہے۔ جیسا کہ سورۃ الفتح آیت 29 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾

’’محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر بہت بھاری اور آپس میں بہت رحم دل ہیں تم دیکھو گے انہیں رکوع کرتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے، وہ (ہر آن) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔‘‘

اس مقصد کے حصول کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت ہے۔ یا بالفاظ دیگر ایمان اور عمل صالح ہے۔ جیسا کہ سورۃ الذاریات آیت 56 میں وارد ہوا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝﴾

’’اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔‘‘

سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝﴾

’’اور جو کوئی آئے گا اس کے پاس مؤمن کی حیثیت سے (اور اس حالت میں کہ) اس نے نیک اعمال بھی کیے ہوں، تو یہ لوگ ہیں جن کے لیے اعلیٰ درجات ہوں گے۔‘‘

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رضائے الٰہی کا حصول، جنت میں اعلیٰ درجات اور تقرب الی اللہ کیسے حاصل کیا جائے؟

یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ پہلی رکاوٹ تو خود انسان کا اپنا نفس ہے۔ انسانی نفس کسی قانون یا ضابطہ کی پابندی نہیں کرنا چاہتا۔ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ میری خواہشات بھرپور طریقے سے پوری کی جائیں خواہ جائز طریقہ سے پوری ہوں یا ناجائز طریقہ سے۔ پھر اس پر مستزاد شیطان اور اس کے حواریوں کا خواہشات اور شہوات کو ابھارنا۔ انہیں پورا کرنے کی ترغیب دینا جبکہ دورِ حاضر میں تو شر کی قوتیں منظم ہوکر ہر سمت سے انسان پر اس طرح حملہ آور ہو رہی ہیں کہ انسان کا بچنا بہت مشکل ہو گیا ہے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے بہت زیادہ تگ ودو درکار ہے۔ اندریں حالات ہمیں اپنے آپ کو، اپنے اہل وعیال کو اور پوری امت مسلمہ کو شیطان اور اس کے حواریوں سے بچانے کی فکر کرنی ہے۔

شیطان اور شیطانی ترغیبات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی خواہشات کو قابو میں رکھے اور اپنی روح کی غذا کا بھی سامان کرے تا کہ اس کی روح اتنی طاقتور ہو جائے کہ وہ انسانی نفس کو اس کی ناجائز خواہشات کی تکمیل سے روک سکے۔ اسی طرح ایک حسین اخلاق شخصیت کی تشکیل ہوسکتی ہے۔ احادیث میں اعلیٰ اخلاق کی بہت ترغیب آئی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ المؤمِنَ لَیُدرِکُ بِحُسنِ خُلقِهٖ دَرجَةَ قَائِمِ اللَّیلِ وَصَائِمِ النَّهارِ)) (رواہ ابوداؤد)

’’بے شک مومن اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ حاصل کرلیتا ہے جو رات بھر نفلی نمازیں پڑھتے ہیں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔‘‘

مطلب یہ کہ اللہ کے جس بندہ کا حال یہ ہو کہ وہ عقیدہ اور عمل کے لحاظ سے سچا مومن ہو اور ساتھ ہی اس کو حسن اخلاق کی دولت بھی نصیب ہو تو اگرچہ وہ رات کو زیادہ نفلیں نہ پڑھتا ہو اور کثرت سے نفلی روزے نہ رکھتا ہو، لیکن پھر بھی اپنے حسنِ اخلاق سے ان شب بیداروں عبادت گزاروں کا درجہ پالے گا جو قائم اللیل اور صائم النہار ہوں یعنی جو راتیں نوافل میں گزارتے ہوں اور دن کو عموماً روزہ رکھتے ہوں۔

حضرت جابر ؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ وَ اَقْرَبِکُمْ مِنِّی مجلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحسَنَکُمْ اَخلاقًا))

’’تم میں سے مجھے زیادہ محبوب وہ ہیں اور قیامت کے دن ان ہی کی نشست بھی میرے زیادہ قریب ہوگی جن کے اخلاق تم میں زیادہ بہتر ہیں۔‘‘

گویا رسول اللہ ﷺ کی محبوبیت اور قیامت کے دن آپ کا قرب نصیب ہونے میں حسن اخلاق کی دولت کو خاص دخل حاصل ہے۔

ابو درداء ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((ما من شيءٍ أثقلُ في ميزانِ المؤمنِ يومَ القيامة من حُسنِ الخلقِ)) (ابوداؤد وترمذی)

’’قیامت کے دن مومن کی میزان عمل میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی چیز کوئی نہ ہوگی۔‘‘

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ: ((اَکْمَلُ المؤمِنِینَ اِیمانًا اَحسَنُهُم خُلقًا))

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔‘‘

مطلب یہ ہے کہ ایمان اور اخلاق میں ایسی نسبت ہے کہ جس کا ایمان کامل ہوگا، اس کے اخلاق لازماً اچھے ہوں گے۔ اسی طرح جس کے اخلاق بہت اچھے ہوں گے۔ اس کا ایمان بھی کامل ہوگا۔ البتہ واضح رہے کہ ایمان کے بغیر اخلاق ہی نہیں بلکہ کسی عمل کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہے۔ ہر عمل اور ہر نیکی کے لیے ایمان بمنزلہ روح کے ہے۔ اس لیے اگر کسی شخصیت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کے بغیر اخلاق نظر آئے تو وہ حقیقی اخلاق نہیں ہے۔ کہیں نہ کہیں کوئی خرابی ضرور ہے۔ اس لیے اللہ کے ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ایمان کے بعد جن چیزوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور انسان کی سعادت کو ان پر موقوف بتایا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی برے اخلاق سے اپنی حفاظت کرے اور اخلاق حسنہ اختیار کرے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے جن مقاصد کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی

ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کا تزکیہ کرنا ہے۔ (وَيُزَكِّيهِمْ)۔اس تزکیہ میں اخلاق کی اصلاح اور درستگی کی خاص اہمیت ہے۔آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے: ((بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ))''میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچادوں۔'' (رواہ احمد عن ابی ہریرہ ؓ)

یعنی اصلاح اخلاق کا کام میری بعثت کے اہم مقاصد میں سے ہے۔ ہونا بھی یہی چاہیے تھا کیونکہ انسان کی زندگی اور اس کے نتائج میں اخلاق کی بڑی اہمیت ہے۔اگر انسان کے اخلاق اچھے ہوں تو اس کی اپنی زندگی بھی قلبی سکون اور خوشگواری کے ساتھ گزرے گی اور دوسروں کے لیے بھی اس کا وجود رحمت اور چین کا باعث سامان ہوگا۔ اس کے برعکس اگر آدمی کے اخلاق بُرے ہوں تو وہ خود بھی زندگی کے لطف ومسرت سے محروم رہے گا اور جب سے اس کا واسطہ اور تعلق ہوگا، ان کی زندگیاں بھی بے مزہ اور تلخ ہوں گی۔ یہ تو خوش اخلاقی اور بداخلاقی کے وہ نقد دنیوی نتائج ہیں جن کا ہم سب روزمرہ مشاہدہ اور تجربہ کرتے رہتے ہیں، لیکن مرنے کے بعد والی ابدی زندگی میں ان دونوں کے نتیجے ان سے بدرجہا زیادہ اہم نکلنے والے ہیں آخرت میں خوش اخلاقی کا نتیجہ ارحم الراحمین کی رضا اور جنت ہے جب کہ بداخلاقی کا انجام خداوند قہار کا غضب اور دوزخ کی آگ ہے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهَا ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيمَهَا وَنَعُوذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَجَحِيمِهَا

خود کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرنے کے لیے ہمیں قرآن اور سنت کی روشنی میں اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ ہمارے اندر کون کون سی بری عادتیں ہیں۔ برے اخلاق ہیں۔ان سے کنارہ کشی اختیار کرنی ہوگی۔اسی طرح یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ مجھے کون کون سی اچھی عادتیں اپنانے کی ضرورت ہے؟ تبھی ہم اللہ کی نظر میں ایک اچھے اور مطلوب مومن بن سکیں گے۔

جب ہم دیانتداری سے خود اپنا محاسبہ شروع کر دیں گے تو معلوم ہوگا کہ میرے اندر تو یہ ساری برائیاں موجود ہیں۔ایک طرف تو یہ احساس بہت مفید ہے مگر بعض اوقات دوسری طرف یہی چیزیں انسان کو مایوسی کی طرف لے جاتی ہے۔اور جھنجلاہٹ میں مبتلا کر دیتی ہیں کہ میں اتنی ساری برائیوں سے کیسے نجات پا سکتا ہوں۔اس لیے ضروری ہے کہ ہم مایوس نہ ہوں۔اس کے لیے پہلا کام تو یہ کریں کہ اپنی اصلاح کا عزم مصمم کریں۔ یہ عزم کرنا بذات خود ایک نیکی ہے۔دوسرا ضروری کام یہ ہے کہ آج اور ابھی اسی وقت سے اس ارادہ پر کام بھی شروع کر دیں۔ آج کا کام کل پر نہ ٹالیں۔ ان برائیوں کو دور ہوتے ہوتے اور اندر سے نکلنے میں وقت لگے گا۔بس ہمارا کام یہ ہے کہ ہم برائیوں کے خلاف مسلسل جدوجہد جاری رکھیں۔شعوری طور پر یہ بھی جان لیں کہ نہ تو ہم فرشتہ بن سکتے ہیں اور نہ ہی ہم سے فرشتہ بننے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ہم سے صرف یہ مطالبہ ہے کہ ہم اپنا تزکیہ کا عمل مسلسل جاری رکھیں۔ برائیوں پر نظر رکھیں۔ انہیں پہچانیں اور انہیں دور کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہیں۔جس طرح اپنی برائیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔اسی طرح اپنے اندر اچھے اخلاق کو بھی پروان چڑھانے کے لیے جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔تزکیہ کا عمل شروع کرنے کے لیے توانائی درکار ہے۔ یہ توانائی ایمان میں اضافہ سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی آیات پڑھ کر ایمان میں گرمی اور حلاوت پیدا ہوتی ہے۔

ترجمہ کے ساتھ سمجھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے ہمارے اندر ایسی پوشیدہ توانائی پیدا ہوتی ہے جو ہمیں ہمارے دین پر چلنے، برائیوں کو چھوڑنے اور اچھے اخلاق اپنانے کے جذبہ کو پروان چڑھاتی ہے۔ اللہ کی آیات پڑھنے سے دل نرم ہوتا ہے اور دل کے اندر گداز پیدا ہوتا ہے اور انسانی نفس نیک کام کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔

انسانیت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اصلاح معاشرہ کے لیے وعظ وتذکیر، معاشرتی دباؤ اور اصلاحی تحریکات ایک حد تک تو مفید ثابت ہوسکتی ہے ہیں لیکن ان کے ذریعہ جرائم سے مکمل تطہیر عملاً ناممکن ہے۔

جرائم سے مکمل تطہیر صرف اسی معاشرہ میں ممکن ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نظام عدل وقسط نافذ ہو۔ ہر شخص کے حقوق کا تحفظ ہو رہا ہو۔حکومت کفالت عامہ کی ذمہ دار ہو ہر انسان کی بنیادی ضروریات پوری ہو رہی ہوں۔ حدود اور تعزیرات کا نظام قائم ہو۔لہٰذا ایک صالح معاشرہ وجود میں لانے کے لیے ہمیں غلبۂ دین کی جدوجہد کرنی چاہیے۔

اعلیٰ اخلاق اقدار اور پاکیزہ خصلتیں اس معاشرہ میں پروان چڑھتی ہیں جہاں انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو اور ایسے لوگوں کو عزت واحترام عطا کیا جاتا ہو، لیکن جب سے ہم ہر پابندی سے آزاد سوشل میڈیا کے دور میں داخل ہوئے ہیں، ہماری اقدار و معیارات بدل گئے ہیں۔ دوسری طرف کاروباری، تشہیری اور پروپیگنڈا کی صنعت نے تمام ترجیحات بدل کر رکھ دی ہیں۔ ہر چیز کو لذت نظر، لذت سماع، ذہنی آوارگی اور شہوت رانی کے معیار پر پرکھا جاتا ہے۔ایسے ماحول میں چند پاکیزہ فطرت انسانوں کا وجود بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔لیکن اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایسا پاکیزہ معاشرہ قائم کرنے کی جدوجہد کریں جہاں نیکی پر چلنا آسان ہوجائے۔ ایسا معاشرہ نظام عدل وقسط کے نافذ ہونے ہی سے ممکن ہوگا۔ جہاں ہر شخص کی بنیادی ضروریات پوری ہو رہی ہوں، جہاں کسی کا حق نہ مارا جا رہا ہو اور جہاں عدل وانصاف ہو رہا ہو۔تب اللہ تعالیٰ بھی آسمان اور زمین سے ہمارے لیے خوشحالی کے تمام دروازے کھول دے گا۔خوشحالی اور امن کا ایسا دور دورہ ہوگا جس سے انسانیت کو اب تک واسطہ ہی نہیں پڑا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے قلوب کی اصلاح اور تزکیہ فرمادے۔ ہمیں دین کو قائم کرنے کی جدوجہد میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم دوسروں کے لیے بقول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑی کے ایسے چراغ بن جائیں جن سے لوگ راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے لیے بھی اور دوسرے لوگوں کے لیے بھی دین پر چلنا آسان ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک خوبصورت اخلاقی شخصیت بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اللہ کی نظر میں ایک ایسا مومن بن جائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنے لگے۔

حسن اخلاق کے سلسلہ میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی درج ذیل مسنون دعائیں بھی ہمیں پڑھتے رہنی چاہیے۔ ((اَللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِي فَأَحْسِنْ خُلُقِي))(رواہ احمد عن عائشہ ؓ)

''اے میرے اللہ! تو نے اپنے کرم سے میری جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے، اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کردے۔''

نبی اکرم ﷺ تہجد کی نماز میں اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ ، فَاِنَّهُ لَا يَهْدِي لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ)) (صحیح مسلم عن حضرت علی ؓ) ''اے میرے اللہ! تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کی طرف رہنمائی کر، تیرے سوا کوئی بہتر اخلاق کی طرف رہنمائی نہیں کرسکتا، اور بُرے اخلاق کو میری طرف سے ہٹادے، ان کو تیرے سوا کوئی ہٹا بھی نہیں سکتا۔''

آمین یارب العالمین! ۞۞۞

تنظیم اسلامی کی طرف سے خطوط لکھ کر حکمرانوں اور مسلم ممالک کے سفارتخانوں کو احساس دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ خدا کا خوف کرو، روزِ قیامت ایک فلسطینی بچے نے اُٹھ کر تمہارے خلاف مقدمہ دائر کر دیا تو کیا جواب دو گے: رضاء الحق

دینی حلقوں کو چاہیے کہ PSL اور اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان کریں۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ کیا نماز، روزہ یا کوئی دوسری عبادت کام آئے گی جب تک ہم برائی کے خلاف آواز نہیں اُٹھائیں گے: ڈاکٹر حسن صدیق

میزبان: وسیم احمد

رمضان المبارک کے دوران اسرائیلی ظلم وجارحیت کی تاریخ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: اسرائیل اور حماس کے درمیان جنگ بندی کے حوالے سے جو مذاکرات ہونے تھے ان کی تازہ ترین صورتحال کیا ہے اور کیا آپ کو رمضان میں جنگ بندی کا کوئی امکان نظر آتا ہے؟

ڈاکٹر حسن صدیق: یہ جنگ شروع ہوئے چھ ماہ سے زائد کا عرصہ ہو چلا ہے لیکن ابھی تک صرف ایک دفعہ جنگ بندی کا معاملہ ہوا ہے اور وہ بھی صرف چند دنوں کے لیے۔ اس کے بعد سے اسرائیل کا ظلم و درندگی بدستور جاری ہے۔ یکم رمضان المبارک کو انہوں نے رفاح پر بدترین حملے کر کے ستر کے قریب فلسطینیوں کو شہید کر دیا۔ حالانکہ وہاں پر صرف وہ مہاجرین ہیں جنہوں نے غزہ سے نکل کر وہاں پناہ لی ہوئی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیل فلسطینیوں کی مکمل نسل کشی چاہتا ہے۔ حالانکہ امریکی صدر نے بھی کہا کہ رفاح پر حملہ ہماری ریڈ لائن ہوگی لیکن جواب میں اسرائیلی وزیر اعظم نے کہا کہ ہمارے لیے ریڈ لائن یہ ہے کہ دوبارہ سات اکتوبر جیسا واقعہ نہ ہو۔ یعنی اسرائیلی قیادت کسی بھی صورت میں مذاکرات یا جنگ بندی کے لیے تیار نہیں ہے۔ انہوں نے مسجد اقصیٰ میں داخلے پر بھی پابندی لگا دی ہے۔ مذاکرات کے حوالے سے یہ بات سامنے آئی تھی کہ امریکہ چھ ہفتے کی جنگ بندی چاہتا ہے۔ عالمی عدالت انصاف نے بھی جنگ بندی کا کہا ہے۔ حماس کے رہنما نے بھی چین اور روس کے وفود سے ملاقات کی ہے۔ دیکھنا یہ ہے چین اور روس اسرائیل پر کتنا اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ تاہم مستقبل قریب میں ہمیں جنگ بندی کا کوئی امکان نظر نہیں آ رہا۔

سوال: امریکہ ایک طرف چھ ہفتے کی جنگ بندی کی بات کرتا ہے اور دوسری طرف جب U N O میں جنگ بندی کی قرارداد آتی ہے تو اس کو ویٹو کر دیتا ہے۔ امریکہ کی اس دورُخی پالیسی کا مقصد کیا ہے؟

ڈاکٹر حسن صدیق: امریکہ کی منافقت دنیا میں کھل کر سامنے آ چکی ہے۔ UNO کے 200 کے قریب ورکرز، ڈاکٹرز، انجینئرز کو بھی اسرائیل نے غزہ میں قتل کر دیا ہے اور حال ہی میں U N O کی انسٹالیشن پر بھی اسرائیلیوں نے حملہ کیا ہے جس میں UNO کے پانچ ورکرز کو مار دیا گیا۔ ایسی صورتحال میں جبکہ اسرائیل کھلی دہشت گردی پر اُترا ہوا ہے تو امریکہ رائے عامہ کو دیکھتے ہوئے کوئی بیان دے دیتا ہے یا کوئی امداد بھیج دیتا ہے، صرف دنیا کو دکھانے کے لیے اور اپنے عوام کو مطمئن کرنے کے لیے۔ جو بائیڈن نے یہ بھی کہا کہ نتن یاہو جو کچھ کر رہا ہے اس سے اسرائیل کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ لیکن پس پردہ وہ اسرائیلی دہشت گردی کو کھل کر سپورٹ کرتا ہے۔ مطلب امریکہ اگر جنگ بندی کی بات کرتا بھی ہے تو وہ فلسطینیوں سے ہمدردی کی وجہ سے نہیں کرتا بلکہ وہ اس strategy کے مدنظر کرتا ہے جس سے اسرائیل کو فائدہ ہو۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ کسی مسلمان ملک نے نہیں کہا رمضان میں جنگ بند کر دینی چاہیے۔

سوال: گزشتہ کئی برسوں سے اسرائیل کا یہ ٹریک ریکارڈ ہے کہ وہ رمضان میں مسجد اقصیٰ پر حملہ کرتا ہے اور نمازیوں کو شہید کرتا ہے۔ اب تو باقاعدہ جنگ جاری ہے ایسی صورت میں اسرائیل رمضان میں مسجد اقصیٰ پر کوئی شرمناک حملہ کرنے تو نہیں جا رہا؟

رضاء الحق: ناجائز ریاست اسرائیل قائم کرنے کے بعد صہیونیوں کا چار نکاتی ایجنڈا ہے۔ 1۔ آرمیگاڈان یعنی ایک عالمی جنگ جس کا آغاز میرے خیال سے ہو چکا ہے۔ 2۔ گریٹر اسرائیل کا قیام جس میں دریائے نیل سے لے کر فرات تک کا علاقہ وہ شامل کرتے ہیں۔ 3۔ مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے اس کی جگہ تھرڈ ٹمپل کو تعمیر کرنا۔ یہ پورا ایریا ہے جس کو ٹمپل ماؤنٹ بھی کہتے ہیں۔ اس میں مسجد عمرؓ سمیت سات مساجد ہیں۔ تھرڈ ٹمپل کی تعمیر کے لیے ان سب کو شہید کیا جائے گا۔ 4۔ یہ سب کرنے کا مقصد ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس کے بعد ان کا مسایاح (دجال) آئے گا اور پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔ مسجد اقصیٰ میں جانے سے اسرائیل پہلے بھی مسلمانوں کو روکتا رہا ہے جب باقاعدہ جنگ نہیں تھی۔ خاص طور پر رمضان میں وہ حملہ اس لیے کرتا تھا تاکہ زیادہ لوگ مسجد اقصیٰ میں جمع نہ ہو جائیں اور کوئی تحریک کی صورت اختیار نہ کر لیں۔ اس لیے اب بھی وہ پابندی لگا رہا ہے کہ صرف 60 سال سے زائد عمر کے افراد ہی مسجد اقصیٰ جا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ مسلمانوں کی نسل کشی کرنے کے بعد خدانخواستہ مسجد اقصیٰ کو شہید کرے گا۔ یہ بات حتمی طور پر تو نہیں کہی جا سکتی کہ یہ اندوہناک سانحہ کب ہوگا، لیکن قرائن سے لگتا ہے کہ زیادہ دور نہیں۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ اُمت مسلمہ اس وقت بھی خاموش ہے جبکہ اسرائیل کا ایجنڈا کھل کر سامنے آ چکا ہے۔

سوال: نیتن یاہو نے حال ہی میں ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ عرب حکمران ظاہری طور پر اسرائیلی بمباری کے خلاف ہیں لیکن پس پردہ وہ چاہتے ہیں کہ غزہ جلد از جلد خالی ہو جائے؟

ڈاکٹر حسن صدیق: عرب حکمرانوں کی طرف سے 1967ء اور 1973ء کی جنگ میں کچھ نہ کچھ مزاحمت ہوئی

تھی لیکن اس بار زبانی جمع خرچ کی حد تک بھی انہوں نے زحمت گوارہ نہیں کی بلکہ کھل کر اسرائیل کا ساتھ دے رہے ہیں۔UAE اور کچھ دیگر عرب ممالک نے تو باقاعدہ طور پر اسرائیل کو تسلیم کیا ہوا ہے۔سعودی عرب بھی تسلیم کرنے کے دہانے پہ تھا اور پاکستان کے حوالے سے بھی باتیں ہو رہی تھیں۔ عین اس وقت جنگ چھڑ گئی تو گویا ان کے خواب چکنا چور ہو گئے۔ ویژن 2030ء تھا جس کے مطابق وہ نیوم سٹی بنانا چاہتے ہیں اور جو دجالی تہذیب کا گڑھ ہے وہ وہاں لانا چاہتے ہیں۔اس میں ان کو رکاوٹ حماس نظر آتی ہے۔نیتن یاہو نے بالکل ٹھیک کہا کہ عرب حکمران غزہ کو خالی دیکھنا چاہتے ہیں۔اس میں مسلمانوں کے لیے بھی میسج ہے کہ ہمیں عرب حکمرانوں کے بھروسے پر نہیں رہنا چاہیے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ مسلم عوام کی جانب سے جو ردعمل آنا چاہیے تھا وہ بھی نہیں آیا۔مغربی ممالک میں غیر مسلموں نے جس قدر بڑے مظاہروں کا اہتمام کیا ہے اُمت مسلمہ سے اتنا بھی نہیں ہو سکا۔مسلم ممالک میں کہیں کرکٹ پر فوکس ہے، PSL ہو رہا ہے، کہیں سیاست کے کھیل میں عوام کو الجھا رکھا ہے، کہیں کسی اور چیز پر فوکس ہے۔مسلم حکمرانوں اور عوام کی اس خاموشی کو دیکھتے ہوئے اسرائیل کو مزید شہہ ملے گی اور اس کو یہی پیغام جائے گا کہ اب اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔جب تک مسلم عوام میں جذبہ ایمانی پیدا نہیں ہوگا اور پاکستان، ترکی، مصر جیسے مسلم ممالک اسرائیل کو دھمکی نہیں دیں گے وہ کبھی باز نہیں آئے گا۔حماس کے رہنما نے کہا تھا کہ پاکستان اسرائیل کو دھمکی دے گا تو وہ جنگ سے باز آئے گا لیکن دھمکی دینا تو دور کی بات ہے فلسطین کا جھنڈا اُٹھانے پر بھی یہاں پابندی ہے۔

سوال: مصر کے حالات یہ ہیں کہ وہ فلسطینیوں کو پناہ دینے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہے جبکہ پاکستان کے حالات بھی آپ نے بیان کر دیے۔البتہ ترکی کے صدر کے متعلق اسرائیلی وزیر خارجہ نے حال ہی میں کہا ہے کہ طیب اردگان اس صدی کے سب سے بڑے anti-Semite ہیں۔ کیا اسرائیل کی مخالفت یہود دشمنی کے مترادف ہے؟

رضاء الحق: anti-Semite کا لفظ تو اسرائیل ہمیشہ ایک ہتھیار کے طور پہ استعمال کرتا ہے۔لوگوں کی زبان بندی کے لیے ان کے پاس ایک ہولوکاسٹ کا کارڈ بھی ہے۔ ترکی کے صدر نے کہا تھا اسرائیل غزہ میں اس وقت جو کچھ کر رہا ہے وہ تاریخ کا سب سے بڑا ہولوکاسٹ ہے۔اس کے جواب میں اسرائیلی وزیر خارجہ نے یہ بیان دیا ہے۔

اس وقت میڈیا یہود کے ہاتھ میں ہے، حکومتیں ان کے ہاتھ میں ہیں۔فرانس کے اخبار La Liberation نے غزہ کے مسلمانوں کی حالت زار کو کارٹون کی صورت میں دکھایا ہے۔یعنی ان کے لیے تفریح کا مقام ہے۔آپ اندازہ کر لیں کہ ان کی سوچ کس حد تک گراوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔اس سے زیادہ افسوسناک صورتحال اُمت مسلمہ کی ہے۔ہمیں جو ہدایت دی گئی ہے:﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ﴾ (النساء:75) ''اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قتال نہیں کرتے اللہ کی راہ میں' اور ان بے بس مردوں' عورتوں اور بچوں کی خاطر جو مغلوب بنا دیے گئے ہیں۔''

نیتن یاہو نے بالکل ٹھیک کہا کہ عرب حکمران غزہ کو خالی دیکھنا چاہتے ہیں۔اس میں مسلمانوں کے لیے بھی میسج ہے کہ ہمیں عرب حکمرانوں کے بھروسے پر نہیں رہنا چاہیے۔

جہاں ایک طرف غزہ کے مسلمانوں کے لیے آزمائش ہے وہیں پر ساری اُمت مسلمہ کے لیے بھی یہ بڑی آزمائش ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط﴾ (الملک: 2) ''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔''

جو یہودی اور عیسائی ہیں ان کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط﴾ (البقرۃ:120) ''اور (اے نبی ﷺ! آپ کسی مغالطے میں نہ رہیے) ہرگز راضی نہ ہوں گے آپؐ سے یہودی اور نہ نصرانی جب تک کہ آپؐ پیروی نہ کریں ان کی ملت کی۔''

مکمل پیروی کی ایک سطح تو وہ ہوگی کہ اپنا دین اور مذہب چھوڑ کر ان کے گمراہ عقائد اختیار کر لیے جائیں لیکن اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ ان کی تہذیب کو اپنانا شروع کر دیں جیسا کہ بدقسمتی سے آج مسلمان ممالک مغربی تہذیب کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔خاص طور پر حکمران طبقہ تو مکمل ان کے رنگ میں رنگ چکا ہے اور اسرائیل سے دوستیاں، تعلقات اور تجارت سب کچھ چل رہا ہے۔ترکی ایک طرف غزہ پر اسرائیلی حملے کے خلاف بیان بھی دیتا ہے جبکہ دوسری طرف اسرائیل کے بمبار جہازوں کو فیول بھی مہیا کرتا ہے،سویڈن میں قرآن کی گستاخی کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اور پھر اسی سویڈن کو نیٹو میں شامل ہونے کی اجازت بھی دیتا ہے۔یہ دوہرا معیار ختم کرنا ہوگا کیونکہ دوسری طرف یہود و نصاریٰ تو کسی صورت مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں۔امریکی صدر ٹرمپ کی ہی مثال لیجیے جس نے امریکی مفاد میں عراق اور افغانستان سے امریکی افواج کے انخلاء میں کردار ادا کیا لیکن اسی ٹرمپ نے اسرائیل کا دارالحکومت یروشلم میں منتقل کیا۔یہ اسلام دشمنی میں ایک ہیں۔سوچنے کی بات ہے کہ ہم مسلمان کیا کر رہے ہیں؟

سوال: اسرائیلی مظالم کے خلاف پانچ ماہ میں پوری دنیا میں بڑے مظاہرے ہوئے ہیں، خاص طور پر مغربی ممالک کے عوام بہت بڑی تعداد سڑکوں پر نکلے ہیں جبکہ دوسری طرف مغربی حکمران اسرائیل نوازی کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔آپ کیا سمجھتے ہیں کہ مغربی عوام کا رویہ ان کے حکمرانوں کی پالیسیوں پر اثر انداز ہو سکے گا؟

ڈاکٹر حسن صدیق: مغربی ممالک میں طاقت کے مختلف سینٹرز ہوتے ہیں جیسا کہ پارلیمنٹ ہوتی ہے، فارن آفس ہوتا ہے اور فوج ہوتی ہے۔کسی ایک شخص کی پالیسی وہاں نہیں چل سکتی۔لیکن وہاں یہ تمام سنٹرز آف پاور ایک بات پر متفق ہیں کہ اسرائیل جو بھی کہے گا ہم نے وہ ماننا ہے۔لیکن جب اتنی بڑی تعداد میں عوام مظاہرے کر رہیں تو ان کو مطمئن کرنے کے لیے بھی یہ کچھ نہ کچھ بیانات دے دیتے ہیں لیکن اب یہ منافقت ان کی کھل کر سامنے آ گئی ہے۔وہ جو اُن کے انسانی حقوق، انصاف اور جمہوریت کے نعرے تھے ان کی حقیقت ان کے عوام پر کھل کر سامنے آ گئی ہے۔اسرائیل کو بچاتے بچاتے ان کی اپنی کرسی خطرے میں پڑ گئی ہے۔تاہم ان مظاہروں کا کتنا اثر ہوگا یہ کہنا قبل از وقت ہے۔لگتا یہی ہے کہ فی الحال اسرائیل اپنے عزائم سے باز آنے والا نہیں ہے۔

سوال: ایک طرف اسرائیلی مظالم کی انتہا ہو چکی ہے، 31 ہزار مسلمان شہید ہو چکے ہیں، لاکھوں زخمی ہیں، اس وقت رمضان میں بھی وہاں خوراک اور ادویات کی شدید قلت ہے۔دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں مسلم ممالک میں ویلنٹائن ڈے بھی منایا جاتا ہے، 8 مارچ کو عورت مارچ بھی ہوتا ہے، ہمارے ہاں PSL ہو رہا ہے جس کی سپانسر شپ KFC کر رہا ہے جو کہ اسرائیلی افواج کو کھلے عام سپورٹ کر رہا ہے اور ہماری حکومت نے رمضان کی مبارک

ساعتوں میں لوگوں کو PSL دیکھنے میں لگایا ہوا ہے۔ کیا ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ ہم مسلمانوں کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے؟

رضاء الحق: جس پستی میں اس وقت مسلمان گر چکے ہیں اس سے زیادہ گرنے کی شاید اب گنجائش نہ ہو۔ غیر مسلم ممالک میں بڑے بڑے مظاہرے ہو رہے ہیں، واشنگٹن، لندن، ایمسٹرڈیم، ناروے، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، بلجیم، یہاں تک کہ جرمنی میں بہت بڑا مظاہرہ ہوا جس میں لاکھوں لوگوں نے حصہ لیا حالانکہ جرمنی سرکاری سطح پر اسرائیل کا سب سے بڑا حمایتی ہے۔ ایک چیز صاف نظر آ رہی ہے کہ مغربی عوام ایک طرف ہیں جبکہ مغربی حکمران دوسری طرف ہیں۔ ایک حالیہ سروے کے مطابق ناروے میں 94 فیصد عوام اسرائیلی مظالم کے خلاف ہیں۔ جس کا ضمیر ذرا سا بھی زندہ ہے وہ اسرائیل کے خلاف آواز ضرور اٹھا رہا ہے۔ امریکی ایئر فورس کے ایک اہلکار نے احتجاجی طور پر خود کو آگ لگا دی اور مر گیا۔ یہ دو ارب مسلمانوں کے منہ پر طمانچہ تھا۔ اسی طرح ایک امریکی قیدی نے جیل کی صفائی کر کے جو رقم حاصل کی وہ غزہ کے مسلمانوں کی امداد کے لیے بھیجی۔ دوسری طرف مسلمان ممالک کا یہ حال ہے کہ سعودی عرب کا سو بلین ڈالر کا منصوبہ ایک جگہ چل رہا ہے، ایک ٹریلین ڈالر کا سٹی علیحدہ بنا رہے ہیں، 2 بلین ڈالر فٹبال کے لیے اور 2 بلین ڈالر ٹینس اور سنوکر کے لیے مختص کیے ہیں۔ لیکن جب غزہ کی بات ہو تو ولی عہد بتاتے ہیں کہ سعودی عوام نے کچھ سو کروڑ ریال غزہ کے لیے چندہ اکٹھا کر لیا ہے۔ کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں۔ جبکہ او آئی سی کے چارٹر میں موجود ہے کہ فلسطینی مسلمانوں کی عسکری اور مالی مدد کرنا ہر مسلمان ملک کا فرض ہے لیکن کوئی بھی ان کی مدد نہیں کر رہا ہے۔ پاکستان میں عوامی سطح پر بھی کوئی خاص احتجاج دکھائی نہیں دے رہا۔ حالانکہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا لیکن عوام کے اندر سے شاید وہ فکر ہی ختم ہو گئی ہے۔ یہ سیاسی لیڈرشپ کا کام تھا کہ وہ مسلمانوں کو اس حوالے سے بیدار کرتے لیکن وہ خود سب سے زیادہ بے حس ہو چکے ہیں۔ یہ انتہائی خوفناک صورتحال ہے۔

سوال: یہ بات واقعی قابل تشویش ہے کہ پاکستان میں عوامی سطح پر اور نہ ہی حکومتی سطح پر فلسطینیوں کے حق میں اس طرح آواز اُٹھائی گئی جس طرح اُٹھانی چاہیے تھی۔ جہاں تک تنظیم اسلامی کا تعلق ہے تو اس نے 7 اکتوبر کے بعد اہل غزہ کے حق میں ملک گیر مہم بھی چلائی، اسی فورم سے متعدد پروگرامز بھی نشر ہوئے۔ یعنی فلسطینیوں کے حق میں آواز اُٹھانے کے لیے اور لوگوں کو احساس دلانے کے لیے ہم ہر طرح سے کوشش کر رہے ہیں۔ فلسطین کا مسئلہ سب مسلمانوں کا مسئلہ ہے، صرف دینی جماعتوں کا کام نہیں ہے۔ دینی جماعتیں بھی چند متحرک ہیں، باقی لوگ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور یہ طرزِ عمل کیا ہمیں زیب دیتا ہے؟

> **امریکی ایئر فورس کے ایک اہلکار نے فلسطینیوں کے حق میں احتجاج کرتے ہوئے خود کو آگ لگا لی اور مر گیا۔ یہ دو ارب مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں کے منہ پر زوردار طمانچہ تھا۔**

ڈاکٹر حسن صدیق: ہمارا دین اس حوالے سے بہت واضح ہے کہ جہاں بھی حق و باطل کا معاملہ ہو گا تو ہم نے حق کے لیے آواز اُٹھانی ہے۔ یہاں تک کہ نماز، روزہ یا کوئی بھی عبادت کام نہیں آئے گی جب تک کہ ہم برائی کے خلاف آواز نہ اُٹھائیں۔ فلسطین کے معاملے میں بھی جس قدر کسی کے پاس طاقت اور اختیار ہے وہ اتنا ہی مکلف ہے اور اس سے روزِ قیامت سوال ہو گا۔ اگر کوئی دوکاندار ہے وہ اسرائیلی مصنوعات فروخت کر رہا تو اس کو بھی جواب دینا ہے۔ فلسطینی تو امتحان میں سرخرو ہو کر جنتوں کے مہمان بن رہے ہیں اصل امتحان تو باقی اُمت کا ہے، وہ کیا کر رہی ہے؟ پاکستان میں عوام اس وقت اپنی آمدن کا آدھا حصہ ٹیکس ادا کر رہے ہیں، ان کا حق بنتا ہے کہ حکومت پر پریشر ڈالیں کہ وہ اہل غزہ کے لیے کچھ کریں، کم از کم امداد پہنچانے کے لیے ہی راستے کھلوا دیں۔ اگر اتنا بھی نہیں کر سکتے تو پھر انڈیا اور پاکستان میں کیا فرق رہ گیا؟ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے، یہ اسرائیل پر پریشر بھی ڈال سکتا ہے۔ ہمارے کئی مذہبی حلقے جن کی بہت بڑی following ہے ان کی طرف سے بھی کوئی خاص آواز نہیں اُٹھ رہی۔ ان کو چاہیے کہ لوگوں کو اپیل کریں، PSL کے بائیکاٹ کا اعلان کریں، اسرائیلی کمپنیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان کریں، اتنا تو وہ کر سکتے ہیں۔

سوال: فلسطین کے مسلمانوں کی آزادی اور صہیونی ریاست کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا پالیسی موقف کیا ہے؟

رضاء الحق: تنظیم اسلامی کا ان دونوں چیزوں کے حوالے سے موقف بالکل وہی ہے جو کہ ہمیں اسلام نے دیا ہے اور جو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے ہمیں دیا ہے۔ دینی طور پر فلسطینی ہمارے بھائی ہیں۔ تمام مسلمانوں کی مدد کرنا ہم پر فرض ہے۔ فلسطین کے حوالے سے فتویٰ بھی موجود ہیں۔ تاہم جیسا کہ قرآن میں ہے:
﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرۃ:286) ''اللہ تعالیٰ نہیں ذمہ دار ٹھہرائے گا کسی جان کو مگر اس کی وسعت کے مطابق۔''

جس کے پاس جتنی استطاعت ہے، جتنا اختیار ہے وہ اتنا ہی مکلف ہے۔ سب سے بڑی ذمہ داری پاکستان پر عائد ہوتی ہے۔ یہ ایک نظریاتی ریاست ہے اور ایٹمی طاقت بھی ہے۔ پھر یہ کہ بانی پاکستان نے روزِ اول سے ہی پاکستان کی اسرائیل کے حوالے سے پالیسی کا تعین کر دیا تھا۔ انہوں نے اسرائیل کو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دیا تھا اور ایک انٹرویو میں یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ ہم فلسطینیوں کی اخلاقی اور عسکری مدد کریں گے۔ امت کے لحاظ سے بھی مسئلہ فلسطین ہمارے لیے اہم ہے۔ مسجد اقصیٰ کی تولیت مسلمانوں کے ذمہ ہے جسے خود عیسائیوں نے خلیفہ دوم حضرت عمر ؓ کے حوالے کیا تھا۔ کوئی بھی اس ذمہ داری کو مسلمانوں سے چھینتا ہے تو اس کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ مسلمان کسی صورت اس ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ سابقہ اُمت مسلمہ کو مغضوب علیھم اسی لیے کہا گیا کہ ان پر جو ذمہ داری ڈالی گئی تھی وہ انہوں نے پوری نہیں کی اور ہمارے بارے میں یعنی اس امت مسلمہ کے بارے میں جو کہا گیا ہے: ﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ﴾ (الحج:78)
''اور جہاد کرو اللہ کے لیے جیسا کہ اُس کے لیے جہاد کا حق ہے۔ اُس نے تمہیں چن لیا ہے۔''

یعنی ہم پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اسے ہم نے ہر صورت میں پورا کرنے کی کوشش کرنی ہے، جس کے پاس جتنی طاقت اور اختیار ہے اس کے حساب سے وہ اپنی سی کوشش ضرور کرے۔ الدین نصیحۃ کے مصداق ہم خیر خواہی کے جذبے کے تحت حکمرانوں سے یہی کہیں گے کہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔ تنظیم اسلامی کی طرف سے حکمرانوں کو خطوط بھی لکھے گئے تا کہ ان کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جا سکے۔ اسی طرح مسلم ممالک کے سفارتخانوں کو بھی خطوط لکھے ہیں اور انہیں احساس دلایا گیا ہے کہ خدا کا خوف کرو، روزِ قیامت ایک فلسطینی بچے نے اُٹھ کر تمہارے خلاف مقدمہ دائر کر دیا تو کیا جواب دو گے؟

❁❁❁

حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ کا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر اعظم محمد شہباز شریف کے نام خط

اصل خط

حركة المقاومة الإسلامية
حمـــاس . فلســـطين

The Islamic Resistance Movement
Hamas - Palestine

معالي السيد/ محمد شهباز شريف حفظه الله
رئيس وزراء جمهورية باكستان الإسلامية
السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. وبعد..

في البداية، يطيب لنا أن نتوجه لمعاليكم بالتهنئة والتبريك، بمناســـبة انتخابكم رئيســـاً للوزراء بجمهورية باكستان الإســـلامية، راجين من الله لكم التوفيق والإعانة في خدمة باكستان وشعبها، وأن يديم عليكم الأمن والاستقرار والازدهار.

صاحب المعالي/

على أعتاب شهر رمضـــان الفضـــيل، ومع اقتراب موســـم الخير والبركة؛ نبعث إليكم رســـالتنا هذه ممزوجة بدماء الشـــهداء الزكية، ومثقلة بأحزان وهموم المكلومين، الذين يتعرضـــون لأبشـــع المجازر في حرب الإبادة الجماعية على غزة، وتُرتكبُ بحقهم كل أشـــكال جرائم الحرب، التي وثّقتها الجهاتُ الحقوقية والدولية، وتبثها وسائل الإعلام بشكل مباشر لكل أرجاء المعمورة!

ولا يزال العالم يراقب بدهشة واستنكار، استمرار هذا العدوان الهمجي، وعجز المنظومة الدولية؛ إذ بالرغم من قرارات وتوصـــيات محكمة العدل الدولية والمنظمات الحقوقية؛ إلا أنها تفشـــل بإلزام الاحتلال على وقف حرب الإبادة الجماعية على غزة، التي يمارسها بكل صلف وعناد، ويدوس فيها على كل اعتبار لحقوق الإنســـان، حيث يتعمد قتل الأبرياء والمدنيين من الأطفال والنســـاء والشـــيوخ، ويدمر المســـاجد، والكنائس، والمدارس، والمستشفيات، والبيوت المدنية الآمنة، والطرقات، والبنية التحتية، ليقضـــي على كل مظاهر الحياة في غزة، ويُمعن في إجرامه باســـتخدام التجويع كســـلاح لتحقيق أهدافه القذرة، بل ويقطع الطريق على المســـاعدات والإغاثات القادمة لمدينة غزة وشمالها، ويقتل الأبرياء بدم بارد وهم يبحثون عن لقمة العيش لأبنائهم، في اعتداء فاضح وسافر على حقوق الإنسان، ويضرب بعرض الحائط كل القوانين والمواثيق الدولية.

إننا في حركة حماس ومعنا أبناء شعبنا وقواه وفصائله، وإذ نقدّر كل الجهود والمواقف التي ساندت شـــعبنا، وقدمت المســـاعدات الإغاثية، وأمام حجم الكارثة التي سببها العدوان الهمجي على قطاع غزة؛ فإننا ندعوكم إلى ما يلي:

1. التحرك الفاعل على مختلف الصعد السياسية والدبلوماسية والقانونية من أجل وقف العدوان على شعبنا فوراً، والضغط على العواصم الدولية الداعمة للاحتلال بهدف إجباره على وقف هذه الحرب البشعة بشكل فوري غير مشروط.
2. إغاثة شعبنا بصورة حقيقية على صعيد الغذاء والدواء والإيواء، وفتح المعابر لتعمل بصورة كاملة، بما يوفر الاحتياجات الكاملة والعاجلة، وينهي الحصـــار بشـــكل كامل عن شـــعبنا، وبدء مســـيرة إعمار شاملة.
3. بذل المزيد من الجهود لمحاكمة الاحتلال وفضـــح جرائمه، وعزله ســـياســـياً ودبلوماســـياً، جراء ما يرتكبه من جرائم حرب وجرائم ضد الإنسانية في مجازر الإبادة الجماعية على غزة.
4. إن الاحتلال هو أصـــل كل المشاكل وعدم الاســـتقرار في المنطقة، واستمراره يتناقض مع مبادئ القانون الدولي والأمم المتحدة، وإن نيل الشـــعب الفلســـطيني اســـتقلاله وحريته هو ما ينهي جذر المشكلة، ويؤسس لمرحلة جديدة ومختلفة على مستوى الإقليم والعالم.

ختاماً، فإننا نطمئنكم وكل الأحرار، بأنّ شـــعبنا يزداد تمســـكاً بأرضـــه ويقيناً بخيار المقاومة، كسبيل مشروع لإنهاء الاحتلال، ويواصـل مواجهة كل المخططات التي تهدف لتصـفية القضـية الفلسطينية، مهما كلفه من أثمان وتضـــحيات، وأن كل هذه الجرائم الهمجية لن تثنيه ومقاومته عن مواصلة طريقه، حتى نيل الحرية والاســـتقلال، وإقامة الدولة الفلســـطينية المستقلة كاملة السيادة وعاصـــمتها القدس، والتمسك بحق العودة وتقرير المصير.

سائلين الله تعالى لكم دوام الحفظ التوفيق، ولبلادكم كل خير وأمن واستقرار

أخوكم/ إسماعيل هنية
رئيس المكتب السياسي
حركة المقاومة الإســـلامية حماس - فلسطين

الثلاثاء
24 شعبان 1445 هجرية
5 آذار - مارس 2024 ميلادية

خط کا ترجمہ

عزت مآب جناب محمد شہباز شریف، وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان ...... حفظہ اللہ

سب سے پہلے ہم آپ کو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں وزارت عظمیٰ کا منصب دوسری مرتبہ سنبھالنے پر نیک خواہشات کا اظہار اور مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ آپ کو ملک پاکستان اور اس کے عوام کی خدمت، امن، استحکام اور خوشحالی قائم کرنے میں مدد اور کامیابی عطا فرمائے۔

گرامی قدر!

ماہ مقدس رمضان المبارک کے اس موقع پر سایہ فگن ہونے والی خیر اور برکت کے تناظر میں ہم آپ کو پاکباز شہداء کے خون میں گندھا اور مصیبت زدہ لوگوں کے دکھوں اور غموں کے بوجھ سے لبریز یہ خط ارسال کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں غزہ پر مسلط قتل عام اور نسل کشی کا سامنا ہے اور تمام عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں اور دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ کے مطابق ان پر ہر قسم کے جنگی جرائم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔

ساری دنیا اس وحشیانہ جارحیت کے تسلسل اور عالمی ادارے کی نااہلی کو حیرت اور مذمت سے دیکھ رہی ہے۔ عالمی عدالت انصاف اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے فیصلوں اور سفارشات کے باوجود دنیا قابض اسرائیل کو غزہ کے خلاف نسل کشی کی جنگ روکنے پر مجبور کرنے میں ناکام ہے۔ قابض اسرائیل اس جنگ کو پورے تکبر اور ہٹ دھرمی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہے اور انسانی حقوق کے ہر زاویے کو پامال کر رہا ہے۔ اسرائیل جان بوجھ کر بچوں، خواتین اور معمر افراد سمیت معصوم افراد اور عام شہریوں کو نشانہ بنا رہا ہے۔

اسرائیل غزہ میں زندگی کے تمام آثار کو ختم کرنے کے لیے مساجد، گرجا گھروں، سکولوں، ہسپتالوں، پرامن شہریوں کے مکانات، سڑکوں اور بنیادی ڈھانچے کو تباہ کر رہا ہے۔ اپنے گھناؤنے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے قابض اسرائیلی حکام بھوک اور قحط کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کر کے اپنے شرمناک جرائم جاری رکھے ہوئے ہیں۔ قابض دشمن غزہ شہر اور اس کے شمال میں آنے والی ہنگامی امداد کا راستہ روک رہا ہے۔ نیز اپنے بچوں کے لیے رزق کی تلاش میں نکلنے والے بے گناہ فلسطینیوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ انسانی حقوق کے خلاف یہ کارروائیاں ایسا حملہ ہیں جو تمام بین الاقوامی قوانین اور کنونشنز کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہیں۔

تحریک حماس، فلسطینی عوام، ان کی نمائندہ جماعتیں اور تنظیمیں بیک زبان ہو کر ان تمام کوششوں اور اقدامات کو سراہتے ہیں جن کے ذریعے دنیا فلسطینیوں کی حمایت اور انہیں امداد فراہم کرنے میں کوشاں ہے۔

غزہ کی پٹی کے خلاف وحشیانہ جارحیت کی وجہ سے ہونے والی بڑی تباہی کو فلسطینی عوام کے جسموں اور روح پر جھیلتے ہوئے ہم آپ کی توجہ درج ذیل امور کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں:

(1) فلسطینی قوم کے خلاف جارحیت کو فوری طور پر رکوانے کے لیے مختلف سیاسی، سفارتی اور قانونی پلیٹ فارمز پر مؤثر کارروائی کی جائے۔ قابض اسرائیل کو اس گھناؤنی جنگ کو غیر مشروط طور پر روکنے پر مجبور کرنے کے لیے اس کی حمایت کرنے والے بین الاقوامی دارالحکومتوں پر دباؤ ڈالا جائے۔

(2) فلسطینی عوام کو خوراک، ادویہ اور رہائش کے حوالے سے ضروریات میں انہیں حقیقی ریلیف کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے، غزہ کو دنیا سے ملانے والی راہداریوں کو مکمل طور پر چلانے کے لیے کھولا جائے تاکہ متاثرہ علاقوں میں فوری ضرورت کی اشیاء کی فراہمی ممکن بنائی جا سکے۔ اہل غزہ کا محاصرہ مکمل طور پر ختم ہو تاکہ غزہ کی تباہ شدہ پٹی میں تعمیر نو کا ایک جامع عمل شروع ہو سکے۔

(3) قابض اسرائیل کے خلاف مقدمہ چلانے اور اس کے جرائم کو بے نقاب کرنے میں مدد کی جائے۔ غزہ میں نسل کشی پر مبنی جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف کی جانے والی روزمرہ اسرائیلی کارروائیوں کے باعث اسے سیاسی اور سفارتی طور پر الگ تھلگ کرنے کے لیے مزید کوششیں کی جائیں۔

(4) قابض اسرائیل خطے میں تمام مسائل اور عدم استحکام کی جڑ ہے اور اس کا برقرار رہنا بین الاقوامی قوانین اور اقوام متحدہ کے اصولوں سے متصادم ہے۔ فلسطینی عوام کی خودمختاری اور آزادی کا حصول ہی مسئلہ کو جڑ سے ختم کرنے میں مددگار ہو سکتا ہے۔ اس سے علاقائی اور عالمی سطح پر نئے اور مختلف مراحل کی شروعات ہوں گی۔

آخر میں ہم آپ کو اور دنیا کے تمام آزادی پسند عوام کو یقین دلاتے ہیں کہ فلسطینی اپنی سرزمین سے والہانہ طور پر وابستہ ہیں اور اسرائیلی قبضے کو ختم کرنے کے ایک جائز طریقے کے طور پر مزاحمت کے انتخاب پر بھرپور یقین رکھتے ہیں۔ ہم ان تمام منصوبوں کا مقابلہ کرنا جاری رکھیں گے جن کا مقصد فلسطینی کاز کو ختم کرنا ہے، چاہے اس کے لیے ہمیں کتنی ہی بڑی قیمت اور قربانیاں کیوں نہ دینی پڑیں۔ ہم یہ بھی باور کرانا چاہتے ہیں کہ ایسے وحشیانہ جرائم فلسطینیوں کو آزادی اور خودمختاری کے حصول اور ایک آزاد فلسطینی ریاست، جس کا دارالحکومت القدس ہو، کے قیام تک مزاحمت کی راہ پر چلنے سے باز نہیں رکھ سکتے۔

ہم اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کو ہمیشہ اپنے حفظ وامان میں رکھے اور آپ کی زیر قیادت ملک پاکستان کو تمام تر بھلائی، سلامتی اور استحکام عطا فرمائے۔ آمین!

آپ کا بھائی

اسماعیل ہنیہ

چیئرمین پولٹ بیورو اسلامی تحریک مزاحمت، حماس، فلسطین

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(7 تا 9 مارچ 2024ء)

جمعرات (07-مارچ) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (08-مارچ) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (09-مارچ) کو ''امیر سے ملاقات'' کی کراچی سے آن لائن ریکارڈنگ کرائی۔

دورہ ترجمہ قرآن کی مصروفیات جاری ہیں۔

نائب امیر سے آن لائن مستقل رابطہ رہا۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

حرمت ربا پر اجماع امت ہے:

''ربا'' یعنی سود کی حرمت قطعی ہے۔ قرآن وسُنّت سے بلا شک و شبہ ثابت ہے کہ ''ربا'' کا لین دین ناجائز ہے۔ اُمّتِ مسلمہ صدرِ اوّل سے آج تک اس کی حرمت پر متفق ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین (رحمۃ اللہ علیہم) کا ہر دور میں اس پر اجماع رہا ہے۔ ابن عبدالبرؒ (متوفی ۴۶۲ھ) فرماتے ہیں: قد اجمع المسلمون نقلا عن نبیھم ان اشتراط الزیادۃ فی السلف ربا و لو کان قبضۃ اوحبۃ۔ ''مسلمانوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی بنا پر اجماع کیا ہے کہ قرض کے اصل مال پر اضافہ اور زیادتی کی شرط لگانا سود ہے، اگرچہ یہ اضافی ایک مٹھی گھاس ہو یا ایک دانہ ہی ہو۔''

امام المفسرین ابن جریر طبریؒ، امام طحاویؒ، ابوبکر جصاصؒ، امام بغویؒ، قاضی ابوبکر بن عربیؒ، امام فخر الدین رازیؒ سب نے یہی کہا ہے کہ قرض کی اصل رقم پر جو زائد رقم بطور شرط و معاہدہ لی جاتی ہے وہ ربا ہے۔

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال''
از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 699 دن گزر چکے!

امیر محترم و نائب ناظم اعلیٰ کا دورہ حلقہ سکھر

امیر محترم شجاع الدین شیخ نائب ناظم اعلیٰ انجینئر سید نعمان اختر کے ہمراہ 29 دسمبر 2023ء بروز جمعہ رات 12:00 بجے کراچی سے بذریعہ نیشنل ہائی وے سکھر تشریف لائے۔ امیر حلقہ احمد صادق سومرو اور حافظ ثناء اللہ گبول نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ عشائیہ اور رات کا قیام حلقہ کے مرکز سکھر کیا۔ 30 دسمبر 2023ء کو دن گیارہ بجے حلقہ کے رفقاء کی امیر محترم سے اجتماعی ملاقات کا سیشن ہوا۔ اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن پاک کے ساتھ ہوا۔ تلاوت کی سعادت حافظ ثناء اللہ گبول نے حاصل کی۔ تلاوت کے بعد نائب ناظم اعلیٰ انجینئر سید نعمان اختر نے امیر محترم کے دورہ کا مقصد اور اس کے خدوخال شرکاء اجتماع کے سامنے رکھے۔ امیر حلقہ محترم احمد صادق سومرو نے حلقہ کا مختصر تعارف اور جائزہ شرکاء کے سامنے رکھا۔ اس کے بعد امیر محترم نے رفقاء سے فرداً فرداً تعارف حاصل کیا اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ زیادہ تر سوالات فلسطین، بیت المقدس، مسجد اقصیٰ اور فلسطینی عوام کے متعلق تھے۔ اس کے بعد ملتزم رفقاء نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ دوپہر 3 بجے سے عصر تک امیر محترم اور نائب ناظم اعلیٰ کے ساتھ حلقہ کے ذمہ داران کی نشست ہوئی۔ نماز عصر (آئی۔بی۔اے) یونیورسٹی سکھر کی مسجد میں ادا کی گئی۔ امیر محترم کی رفیق تنظیم اسلامی پروفیسر ڈاکٹر محمد خالد شفیع کی وساطت سے (آئی۔بی۔اے) کے پروفیسرز حضرات (ملتزم احباب) سے ملاقات ہوئی۔ مغرب کی نماز سفید جامع مسجد میں ادا کی گئی جہاں امیر محترم کا ''مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی پکار اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب عام رکھا گیا تھا۔ امیر محترم نے مسئلہ فلسطین، بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کا پس منظر شرکاء کے سامنے رکھا اور اس میں ہمارے اوپر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، وہ بھی تفصیل سے بیان کیں۔ امیر محترم عشاء کی نماز کے بعد صادق آباد کے روانہ ہو گئے۔ رات کا قیام اور عشائیہ محترم مقامی امیر محمد نسیم چودھری کی رہائش گاہ پر تھا۔ 31 دسمبر 2023ء کو بعد نماز فجر محلے کی مسجد میں امیر محترم نے درس قرآن کی سعادت حاصل کی۔ درس قرآن کا عنوان ''نبی کریم ﷺ کا مقصد بعثت اور ہماری ذمہ داری'' تھا۔ صبح ناشتہ کے بعد مقامی امیر کی رہائش گاہ پر امیر محترم کی ملاقات مقامی ذمہ داران سے ہوئی۔ امیر محترم اور نائب ناظم اعلیٰ نے ذمہ داران کو قیمتی مشورے دیئے۔ دن 11:00 تا 1:00 بجے تک شہریار مسجد صادق آباد میں کل رفقاء کا اجتماع ہوا۔ جس میں صادق آباد اور رحیم یار خان کے رفقاء شریک ہوئے۔ اجتماع کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان محترم انجینئر نعمان اختر نے امیر محترم کے دورہ کے مقاصد اور خدوخال رفقاء کے سامنے رکھے۔ بعد میں امیر حلقہ محترم احمد صادق سومرو نے حلقہ کا مختصر تعارف شرکاء کے سامنے رکھا۔ امیر محترم نے تمام رفقاء سے تفصیلی تعارف حاصل کیا اور سوال و جوابات کی نشست بھی ہوئی۔ قبل نماز ظہر اجتماع کا اختتام ہوا۔ ملتزم اور مبتدی رفقاء نے بیعت مسنون کی سعادت حاصل کی۔ بعد نماز عصر امیر محترم نے علاقے کے علماء اور اہم شخصیات سے کی ملاقات کی۔ نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ بھی ساتھ تھے۔ نماز مغرب کے بعد مدرسہ البنات کالج (ٹی۔این۔بی۔ہال) پہنچے جہاں امیر محترم کا ''مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی پکار اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب عام تھا۔ ہال میں شرکاء کی حاضری اچھی تھی اور خواتین کے لیے پردہ کے ساتھ علیحدہ انتظام بھی تھا۔ امیر محترم نے مسئلہ فلسطین، بیت المقدس، مسجد اقصیٰ اور غزہ کا پس منظر اور فلسطینی مسلمان کی موجودہ صورت حال شرکاء مجلس کے سامنے رکھی اور بحیثیت ایک مسلمان ہم پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کو شرکاء کے سامنے جامع اور سہل انداز میں پیش کیا۔ خطاب عام اور نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد رحیم یار خان روانگی ہوئی۔ رات قیام محترم سہیل خورشید کی رہائش گاہ پر تھا، یکم جنوری 2024ء بروز پیر صبح بعد نماز فجر مسجد عائشہ (عباسیہ ٹاؤن) رحیم یار خان میں امیر محترم کے درس قرآن کا انعقاد ہوا۔ درس قرآن کا عنوان ''نبی کریم ﷺ کا مقصد بعثت اور ہماری ذمہ داریاں'' تھا۔ دن 11 بجے سے لے کر دوپہر ایک بجے تک علاقے کے علماء، اساتذہ اور اہل علم کی امیر محترم سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ملاقات میں نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ بھی شامل تھے۔ ظہر کی نماز مسجد شفاء ماڈل ٹاؤن رحیم یار خان میں ادا کی گئی، جہاں امیر محترم نے ''مسجد اقصیٰ اور فلسطین کی پکار اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اور اجتماعی دعا کے ساتھ خطاب اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام رفقاء و احباب کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

(رپورٹ: نصر اللہ انصاری، حلقہ سکھر)

امیر محترم کا دورہ حلقہ کراچی وسطی

امیر محترم نے 27 جنوری 2024ء کو حلقہ کراچی وسطی کا دورہ کیا۔ امیر محترم نے صبح 10.45 بجے دفتر حلقہ میں نئے مقامی امراء محترم عمران عثمان بنوری ٹاؤن، محترم اسجد فاروق سندھ بلوچ سوسائٹی اور محترم اقبال جاوید ماڈل کالونی سے ملاقات ہوئی۔

صبح 11.30 بجے بزرگ رفقاء محترم نشاط احمد (گلشن اقبال تنظیم) اور محترم رائے محمد صالح (سندھ بلوچ سوسائٹی تنظیم) سے ان کی رہائش گاہوں پر ملاقات و عیادت کی۔ سہ پہر 2:30 بجے کراچی وسطی کی شوریٰ سے ظہرانہ پر ملاقات کی۔

سہ پہر 3:00 بجے قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں کل رفقاء نشست منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ امیر حلقہ نے حلقہ کراچی وسطی کے علاقہ جات کا تعارف پیش کیا۔ حلقہ کے معاونین اور تناظیم کے امراء کا تعارف کروایا اور حلقہ میں ملتزم، مبتدی رفقاء اور نقباء کی تعداد سے آگاہ کیا۔ امیر محترم کی جانب سے تمہیدی گفتگو کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی جو بعد نماز عصر تک جاری رہی۔ بعد از ان مبتدی و ملتزم بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس نشست میں لگ بھگ 400 رفقاء نے شرکت فرمائی۔ بعد نماز مغرب کل ذمہ داران نشست منعقد ہوئی۔ امراء تناظیم نے اپنی اپنی تنظیم کے ذمہ داران اور علاقے کا تعارف کروایا۔ اس نشست کا اختتام دعا پر رات 9:30 بجے ہوا۔ اس دورہ کے دوران ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف، نائب ناظم اعلیٰ زون جنوبی محترم سید نعمان اختر اور امیر حلقہ محترم عارف جمال فیاضی موجود رہے۔

اللہ تعالیٰ تمام رفقاء کی محنتوں و کاوشوں اور امیر محترم اور دیگر اکابرین کی تفریغ اوقات کو مقبول و منظور فرمائے۔ آمین یارب العالمین! (رپورٹ: عمر بن عبدالعزیز، معتمد حلقہ)

حلقہ لاہور غربی کے زیر اہتمام آگاہی منکرات مہم

6 جنوری 2024ء کو اقبال ٹاؤن لاہور غربی کے تحت ایک واک درج بالا عنوان کے تحت منعقد ہوئی۔ واک کا آغاز مسجد جنت الفردوس واقع پیکو روڈ میں نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد شروع ہوا۔ مسجد کے باہر رفقاء تنظیم اور احباب ایک ترتیب کے ساتھ ٹی بورڈ جن پر غزہ کے مظلوم فلسطینی مسلمانوں پر جاری مظالم و جارحیت کو مختلف عبارات سے اُجاگر کیا گیا تھا، لے کر کھڑے تھے۔ واک کے شرکاء ایک منظم شکل میں ملتان روڈ پر آئے اور اعوان ٹاؤن کے اورنج ٹرین کے اسٹیشن پر واقع ٹریفک سگنل کے پاس کھڑے ہوئے۔ راستے میں متعین شرکاء ہینڈ بلز تقسیم کرتے رہے۔ میگا فون پر

ریکارڈ شدہ پیغام سنانے کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ علاوہ بریں دو رفقاء نے اپنے طور پر بھی موضوع کی مناسبت سے آگاہی کرائی۔ نمازِ عصر پر اس مظاہرے کا اختتام ہوا۔

حلقہ لاہور شرقی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ لاہور شرقی کا سال 2023 کا آخری سہ ماہی تربیتی اجتماع 31 دسمبر 2023 کو صبح 8 بجے سے ظہر تک مسجد نور نزد ریلوے ہیڈ کوارٹر لاہور میں منعقد ہوا۔ اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جس کی سعادت امیر حلقہ جناب نور الوریٰ نے حاصل کی۔ بعد ازاں امیر حلقہ نے اپنے ابتدائی کلمات میں شرکاء کو خوش آمدید کہا اور پروگرام کی تفصیل وترتیب سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ تذکیر بالقرآن کی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے حلقہ کے ناظم دعوت شہباز احمد شیخ نے ''ایمان اور جہاد کا باہمی تعلق اور ان کے تقاضے'' بیان کیے۔ تذکیر بالحدیث کے ضمن میں وحدت امت کے موضوع پر فیروز پور تنظیم کے بزرگ رفیق محمد سلیم اختر نے حدیث نبوی ''مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں'' کے حوالے سے انتہائی دلنشین اور ایمانی جذبات کو تقویت پہنچانے والی گفتگو فرمائی۔ موصوف نے غزہ میں مسلمانوں کے بہیمانہ اور وحشیانہ قتل عام پر مسلم ممالک کے حکمرانوں کی مجرمانہ غفلت اور بے حسی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے انفرادی سطح پر اس ضمن میں اپنی ایمانی غیرت وحمیت اور اخوت اسلامی کے جذبات کا جائزہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ ناشتے کے وقفے کے بعد اجتماع کا اگلا پروگرام بانیٔ محترم کا ''راہ نجات'' کے موضوع پر ویڈیو خطاب کے نصفِ اول کی سماعت تھی۔ امیر حلقہ نے خطاب سے قبل رفقاء کو یاد دہانی کرواتے ہوئے فرمایا کہ اس خطاب کی اہمیت کے پیش نظر امیر محترم نے اس سال کے سالانہ اجتماع میں رفقاء کے لیے اہداف میں اس کی سماعت کو بھی شامل فرمایا ہے۔ خطاب کا نصفِ آخر تمام رفقاء انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر سماعت فرمائیں گے ان شاءاللہ۔ پروگرام کے مطابق اگلا موضوع ''مسئلہ فلسطین: منظر و پس منظر'' تھا جس پر گفتگو کی ذمہ داری راقم کو سونپی گئی تھی۔ اس گفتگو میں ارض فلسطین کی تاریخی اہمیت، مسجد اقصیٰ میں سفر معراج کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی تمام انبیاء کی امامت، خلافت فاروقی میں بیت المقدس کی فتح، سلطان نور الدین زنگیؒ اور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی بیت المقدس کے لیے ناقابل فراموش خدمات، فلسطین پر ناجائز قبضہ کے لیے یہود کی عالمی سازشوں اور بالآخر اسرائیل کے قیام کے حوالے سے تفصیلات بیان کی گئیں۔ فیروز پور روڈ تنظیم کے ساتھی طیب رسول نے ''میں فلسطین ہوں'' کے نام سے نظم بہترین انداز میں پیش کی۔ یہ نظم ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 49 میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ سیرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ضمن میں لاہور کینٹ کے قائم مقام مقامی امیر عثمان شفقت نے صحابی رسول ﷺ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی پر انتہائی ایمان افروز گفتگو فرمائی۔ جس سے رفقاء کے دلوں میں صحابہ کی بے مثال قربانیوں اور سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت کا سبق مزید تازہ ہوا۔ حلقہ کے ناظم تربیت محترم اقبال کمال نے ''تنظیمی سال 2024'' کے عنوان سے گفتگو کرتے ہوئے رفقاء کے لیے تنظیمی تربیتی اہداف کے حصول کی اہمیت وضرورت بیان کی اور اس حوالے سے شرکاء کو ترغیب وتشویق دلائی۔ انہوں نے تربیتی کورسز کے حوالے سے مرکزی وحلقہ جاتی سالانہ پلانرز کو سکرین پر پیش کیا تا کہ رفقاء اپنے متعلقہ کورسز کی تکمیل کے لیے بروقت منصوبہ بندی کر سکیں۔ اجتماع کا آخری پروگرام ''ہم اور ہمارا گھر'' تھا جس پر مقامی امیر لاہور صدر جناب عمران علی نے گیارہ نکات کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ آخر میں امیر حلقہ نے اختتامی گفتگو کرتے ہوئے اجتماع کے کامیاب انعقاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ موسم کی شدت کے باوجود بروقت اور بھرپور حاضری پر تمام شرکاء، مقررین اور ذمہ داران کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ رفقاء کے لیے اختتامی پیغام دیتے ہوئے امیر حلقہ نے کہا کہ ہمیں اپنا اصل سبق ہر وقت اور ہر لمحہ یاد رکھنا چاہیے تا کہ اپنی منزل اور منزل کی طرف سفر میں کسی قسم کے تساہل اور غفلت سے بچے رہیں۔ تنظیم میں شمولیت کے بعد ہمیں تین اہداف پر خصوصی توجہ مرکوز رکھنی چاہیے یعنی تعلق مع اللہ، دعوتِ دین اور نظم جماعت میں سمع وطاعت۔ ان تین چیزوں میں ہماری ساری دینی ذمہ داریاں سما جاتی ہیں۔ امیر حلقہ نے رفقاء کو ہوم ورک کے طور پر مہمان کی ضیافت کی اہمیت وفضیلت کے حوالے سے ندائے خلافت شمارہ نمبر 49 میں شائع شدہ مضمون کے مطالعے کی ترغیب دلائی۔ دعائے مسنونہ پر اجتماع کا اختتام ہوا۔

(مرتب: نعیم اختر عدنان، ناظم نشر واشاعت حلقہ لاہور شرقی)

سہ ماہی تربیتی اجتماع حلقہ پنجاب پوٹھوہار

حلقہ پنجاب پوٹھوہار کا سہ ماہی تربیتی اجتماع 18 فروری 2024ء کو تنظیم اسلامی جہلم کے زیر انتظام منعقد ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری مقامی تنظیم جہلم کے مبتدی رفیق توصیف انور نے ادا کی۔

پروگرام کا آغاز 09:30 بجے درس قرآن سے ہوا۔ درس قرآن کی ذمہ داری میر پور تنظیم کے معتمد محترم افتخار احمد نے ادا کی۔ افتخار احمد نے سورۃ المائدہ کی آیت 54 تا 56 کا درس دیا۔ انہوں نے اہل ایمان کے اوصاف بیان کیے گئے۔ درس حدیث کی ذمہ داری مقامی تنظیم جاتلاں کے معتمد ونقیب اسرہ محترم پروفیسر عبدالباسط فاروقی (وجبت محبتی) کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ اس کے بعد ''ہم اور ہمارا گھر'' کے موضوع پر ناظم تربیت مقامی تنظیم چکوال محترم خرم شہزاد بٹ نے رفقاء سے خطاب کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس وقت ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ اپنے گھر والوں اور اپنے بچوں کی تربیت کریں تا کہ ہم اور ہمارے گھر والے جہنم کی آگ سے بچ سکیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ہم خود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزاریں اس کے بعد اپنے گھر والوں کی اس کے مطابق تربیت کریں۔

11:00 تا 11:30 بجے تک چائے اور باہمی تعارف کے لیے رفقاء کو وقت دیا گیا۔ اس دوران رفقاء نے ایک دوسرے کا تعارف کرایا۔ حلقہ کی جانب سے رفقاء کے لیے مکتبہ کا سٹال بھی لگایا گیا جس سے رفقاء نے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔

چائے کے وقفے کے بعد رحماء بینھم کے موضوع پر امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار حافظ ندیم مجید نے بذریعہ ملٹی میڈیا رفقاء کو رحماء بینھم کی عملی تصویر پر بیان کیا۔ رفقاء کو رحماء بینھم کتب کا مطالعہ کروایا گیا اور عشرہ تجدید تعلق واخوت کی اہمیت بیان کی گئی اس عشرہ کا مقصد رفقاء کے درمیان باہمی تعلق کے فروغ دینا اور رفقاء کے درمیان مؤاخات کو قائم کرنا ہے۔

میر پور تنظیم کے امیر محترم علی اختر اعوان نے ''دین کا جامع تصور'' کے موضوع پر دین کے گوشے یعنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں دین کا تصور بیان کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ دین اسلام ہمیں انفرادی اور اجتماعی زندگی تمام گوشوں پر رہنمائی کرتا ہے۔ اس پروگرام کے بعد تنظیم اسلامی جہلم کے امیر محترم عاقب جاوید نے بذریعہ ملٹی میڈیا ''احسان اسلام (ذاتی اہداف)'' بیان کیے۔ اس کا مقصد انسان کی ذاتی اصلاح ہو جائے کیونکہ دین کا اصل مخاطب فرد ہے۔ اس کے بعد نماز ظہر کا وقفہ ہوا بعد نماز ظہر نقیب منفرد اُسرہ ساگری محترم محمد نعمان نے ''عجلت پسندی'' کے موضوع پر بیان کیا۔ دین کے کام میں عجلت پسندی کے نقصانات بیان کیے۔ اس کے ساتھ ہی پروگرام کا اختتام ہوا۔ تنظیم اسلامی جہلم کی جانب سے بارش اور موسم کی خرابی کے باوجود دور دراز سے آنے والے تمام رفقاء کا شکریہ ادا کیا گیا۔

اس پروگرام میں 40 ملتزم، 65 مبتدی اور 8 احباب شریک ہوئے۔ اقامت دین کی جدوجہد میں اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔ (رپورٹ: معتمد حلقہ پنجاب پوٹھوہار)

پریس ریلیز22 مارچ 2024ء

23 مارچ کو مسلمانانِ ہند نے دوقومی نظریہ پر مہرِ تصدیق ثبت کی

شجاع الدین شیخ

23 مارچ کو مسلمانانِ ہند نے دوقومی نظریہ پر مہرِ تصدیق ثبت کی ۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ مصورِ پاکستان علامہ محمد اقبال نے مسلم لیگ کے الٰہ آباد کے سالانہ اجلاس میں قوم کو جوراہ دکھائی تھی 23 مارچ 1940ء کو منظور ہونے والی قرار داد اس کی طرف پہلا قدم تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے بعد ہندوستان کے طول وعرض میں مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ کیا: لا الٰہ الا اللہ'' کے نعرے کے تحت ایک الگ ریاست کے حصول کی باقاعدہ کوشش شروع کی۔ اس نعرے نے مسلمانوں میں ایسا عوامی شعور اور ایسی بیداری پیدا کی کہ انگریز حکمران اور ہندو اکثریت بے بس ہوگئی اور 7 سال کے مختصر عرصے میں پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔ یہ معجزہ اسی نعرے کے نتیجے میں رونما ہوا لیکن بعد ازاں اہلِ پاکستان کی ترجیحات میں شریعت پر عمل اور اُس کا نفاذ نہ رہا اور ہم اسلامی نظام اپنانے کی بجائے سیکولر نظام کی طرف گامزن ہوگئے۔ ملکی تاریخ کی کسی سویلین یا مارشل لاء حکومت نے اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف پیش قدمی نہیں کی۔ تمام حکومتوں نے آئی ایم ایف سے سودی قرضہ حاصل کرنے کے لیے ملکی سلامتی تک کو داؤ پر لگا دیا۔ لہٰذا دنیا میں ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن گئی۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومتِ پاکستان اور مقتدر قوتوں کے ضعف اور کم ہمتی کا عالم یہ ہے کہ گزشتہ ساڑھے پانچ ماہ سے صہیونی درندگی کے شکار غزہ کو اس وقت سخت ترین قحط کا سامنا ہے لیکن ہم کھل کر اُن کی اخلاقی مدد کرنے پر بھی آمادہ نہیں چہ جائیکہ کوئی عملی مدد کی جائے۔ حالانکہ بانئ پاکستان قائدِاعظم محمد علی جناح نے اسرائیل کو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دیا تھا اور اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ بوقتِ ضرورت پاکستان فلسطینیوں کی ہر قسم کی مالی اور عسکری مدد کرے گا۔ اُنہوں نے زور دے کر کہا کہ قوم کو 23 مارچ کے حوالے سے یہ عزم کرنا ہوگا کہ وہ اللہ سے کیے گئے وعدہ کو پورا کریں گے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے۔ تاکہ پاکستان مضبوط اور مستحکم ہو اور ہماری آخرت بھی سنور جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ گوجرانوالہ، پھالیہ کے رفیق تنظیم رانا محمد منیر کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0345-3159902

☆ حلقہ گوجرانوالہ، قلعہ کالروالا کے رفیق تنظیم محمد اشرف کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0342-6464284

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن اقبال کے رفیق محترم عارف حسین کا بھانجا وفات پا گیا۔
برائے تعزیت: 0333-2148527

☆ حلقہ کراچی وسطی، بنوری ٹاؤن کے رفیق محترم حسیب حیات کی خالہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0349-3384603

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے ناظم تربیت جناب اسامہ جاوید عثمانی کی نانی وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0300-2732544

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

غلبۂ اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور — اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

شمارہ اپریل 2024ء / رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ

مشمولات

☆ رمضان المبارک اور قیامِ پاکستان — ایوب بیگ مرزا
☆ ڈاکٹر اسرار احمدؒ: قرآن میں رچی بسی شخصیت — شاہ اجمل فاروق ندوی
☆ روزہ اور تزکیۂ نفس — مولانا عبدالمتین
☆ مثنوی ''پس چہ باید کرد'' میں اقبالؔ کا اُمت کے لیے پیغام — ارسلان اللہ خان
☆ لقمان حکیم کی وصیتیں (۶) — مقصود الحسن فیضی
☆ اکیسویں صدی میں فکرِ اقبال کی اہمیت — علیزہ عبدالقادر نظامانی
☆ اسلامی نظام بذریعہ انتخابات: مولانا مودودیؒ کے موقف میں تبدیلی — سعادت محمود
☆ ایک فکر انگیز پکار — سید ابوالحسن علی ندویؒ

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک): 500 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور — 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے واقفیت کے لیے

بانئ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دو کتابچے ---- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک
قیمت: -/100 روپے

حدیث قدسی فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کی روشنی میں

② عظمتِ صوم
قیمت: -/30 روپے

داعیٔ رجوع الی القرآن، بانیٔ تنظیم اسلامی
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کے دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیانُ القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر
کی شہرۂ آفاق پزیرائی اور مقبولیت کے بعد اب پیش ہے:

مختصر
بیانُ القرآن
ترجمہ مع منتخب حواشی

امپورٹڈ میٹ پیپر ❁ مضبوط مراکو جلد ❁ 1248 صفحات

~~-/4500~~ روپے کے بجائے
رمضان المبارک میں صرف -/2200 روپے میں

فری ہوم ڈیلیوری کے ساتھ

رمضان المبارک کا خصوصی تحفہ

مکتبہ خُدّام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)
maktaba@tanzeem.org
0301-1115348

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.13

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore